یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۰ نمبر ۶

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ — قاضی محمد ظہور الدین اکمل

بابت ماہ جون ۱۹۱۵ء
رجب ۱۳۳۳ھ

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عا طلباء سے عہ غیر ممالک سے عا ۸؍

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب منیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری عبدالسلام پبلشر قادیان نے شائع کیا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دفتر ... مستقیم

آخری زمانے کا موعود

حضرت مسیح موعود حجۃ اللہ علی الارض امام آخر الزمان نے (جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے) تمام اقوام عالم پر حجت قائم کر دی اور وہ فرض تبلیغ سے سبکدوش ہو کر واصل باللہ ہوئے۔ ان کے بعد ہمارے احمدیہ لٹریچر میں یہ ایک کمی تھی کہ شیعہ کتب کے رو سے شیعہ پر حجت نہیں قائم کی گئی تھی۔ مگر ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ یہ سعادت میرے نہایت ہی مہربان منشی خادم حسین صاحب بھیروی کے حصہ میں تھی۔ ایسا ہوا کہ چند خطوط بعض شیعہ کی طرف سے بغیر کسی ظاہری تحریک کے گالیوں سے بھرے ہوئے جناب خلافت مآب کے حضور پہنچے جس سے کم از کم یہ معلوم ہو گیا کہ وہ مسیح الزمان کے معالجہ کے حاجتمند ہیں۔ دوسری طرف ایک دوست کی طرف سے ایک معزز شیعہ کا سوال پہنچا کہ امام غائب کی وفات شیعہ کتب کے رو سے ثابت ہو جائے تو میں حضرت مرزا غلام احمد کو مسیح و مہدی مان لونگا۔ حضور نے منشی صاحب موصوف کو ایما فرمایا۔ اور انہوں نے امتثالاً لامر الامیر صرف دو روز میں مضمون تیار کر کے بھیجدیا۔ اور پھر اسکے بعد اس مضمون کا دوسرا حصہ بھیجا۔ جس میں حضرت مسیح موعود کے دعاوی کو شیعہ مستند کتب سے ثابت کیا گیا ہے۔ جس متانت اور ثقاہت سے منشی صاحب نے یہ مضامین لکھے ہیں وہ مذہبی دنیا میں خاص عزت کی نظر سے دیکھے جائینگے بلکہ مناظرین کو چاہئے کہ انہیں بطور نمونہ اختیار کریں دوسرے مذہب اور اسکے علماء کی پوری پوری عزت کو مدنظر رکھکر نہایت ہی مدلل طور پر اپنا مذہب اپنا مسلک پیش کرنا احمدیت ہی کا حصہ تھا اور ہے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا آپ دونوں مضامین پڑھیں اور منشی صاحب موصوف کے حق میں دعا ضرور کریں کیونکہ عرصہ سے آپکی طبیعت علیل چلی آتی ہے۔ اور اس حالت میں بھی (جبکہ لکھنا پڑھنا انکے لئے نظر بظاہر حالات مفید نہیں مضر ہے) انہوں نے محض اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے یہ محنت کی ہے خدا تعالیٰ اسکا بہتر سے بہتر اجر دینے والا

میں امید کرتا ہوں کہ شیعہ حضرات اس مضمون کو محض اللہ کے لئے بنظر تحقیق حق پڑھینگے اور فائدہ اٹھائینگے اور ذرا اپنے رسالہ اصلاح کے مضمون متنزہ اللہ شاب کو بھی دیکھیں کہ کسقدر دلآزاری اہلسنت کی روا رکھی گئی ہے۔ ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے حلقہ واقفیت [illegible] اس رسالہ کی [illegible] اشاعت کریں۔ اور [illegible] منصوبہ [illegible]

دفتر ترقی اسلام قادیان سے [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جون ۱۵ ۱۹ء

تحقیق امام آخر الزمان

مابین احمدی و شیعہ اثنا عشری

سوال منجانب شیعہ اثنا عشری: - اگر کتب شیعہ سے امام غائب یعنی بارہویں امام محمد بن الحسن العسکری کی وفات ثابت ہو جائے تو میں حضرت مرزا صاحب کو امام آخر الزمان مان کر بیعت کو تیار ہوں۔

جواب منجانب احمدی بعونہ و تعالیٰ (۱) واضح ہو کہ امام غائب کی پیدائش ۲۵۵ھ میں ہے اور غیبت کبریٰ کا زمانہ ۳۳۰ھ سے شروع ہوتا ہے۔ نوع انسان میں ایک بشر جس کو پیدا ہوئے ایک ہزار اٹھتر ۱۰۷۸ برس ہو چکے اور جو کہ ہزار برس سے غائب ہے۔ اسکی وفات سے پہلے تو اسکی حیات ثابت کرنا ضروری ہے۔ بالفرض اگر اسکی وفات کا کسی کو علم نہ ہو۔ تو اس عدم علم کو عدم وقوع وفات کہاں مستلزم ہے۔

(۲) کتب شیعہ میں امام صاحب العصر کو صرف امام غائب ہی نہیں کہا گیا ہے۔ بلکہ اس سے

پہلے حاضر بھی کہا گیا ہے چنانچہ محقق ابن بابویہ رسالہ اعتقادیہ میں لکھتے ہیں :-

جہاں بعد رسول صلعم بارہ اماموں کا نام بنام ذکر فرمایا - آخر میں لکھا ہے ثم محمد بن الحسن الحجۃ القائم بامر اللہ صاحب الزمان وخلیفۃ الرحمان فی ارضہ الحاضر فی الامصار والغائب عن الانظار" ارشادیہ شرح اعتقادیہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۲۹۹

اور پھر یہ لکھا ہے - ولا جنس اشھر من جنس القائم لانہ مذکور فی المشرق والمغرب - اکمال الدین محقق ابن بابویہ مطبوعہ ایران صفحہ ۲۹۳

یعنی کوئی جنس جنس قائم سے زیادہ مشہور نہیں ہے کیونکہ مشرق ومغرب میں اسی کا چرچا ہے علی بن عیسیٰ اردبیلی نے کشف الغمہ" میں امام کی نسبت لکھا ہے - انہ حیٌّ موجود یحل و یرتحل ویطوف فی الارض ببیوت وخدم وحشم وابل وخیل وغیر ذالک منقول از کتاب غایت المرام مطبوعہ ایران صفحہ ۷۱۳ - یعنے وہ زندہ اور موجود ہیں - کوچ و مقام کرتے - زمین میں اپنے نوکر چاکر اونٹ گھوڑوں وغیرہ کے ساتھ پھرتے ہیں -

پس جو امام کہ حاضر فی الامصار اور جنس اشھر اور مذکور فی المشرق والمغرب اور پورے سازو سامان و امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ زندہ ہے - اسکو غائب کس طرح کہہ سکتے ہیں - اسکو غائب کہنا کیا اسکی حیات ثابت کرنے کے بار ثبوت سے اپنے کو بچانا نہیں ہے ؟ مگر میں تو ضرور پوچھوں گا - کہ اگر امام فوت نہیں ہوچکے تو اس تمام شہرت کے مقابلہ میں غیبت کلی کا اثر کیوں عالمگیر رہے -

(۳) خود شیعہ کے کئی فرقے جو بعض تو اماموں اور بعض امام زادوں کی طرف منسوب ہیں وہ بھی اپنے اپنے اماموں کو غائب اور حی وقائم مانتے اور بعض صدہا برس اس عقیدہ پر قائم رہے ہیں مثلاً

(۱) کیسانیہ — محمد بن حنفیہ کو زندہ اور غائب مانتے

(۲) مغیرہ — یعنی اصحاب مغیرہ بن سعید بعد وفات امام محمد باقر محمد بن عبد اللہ بن حسن بن علی علیہم السلام کو

(۳) ناؤوسیہ	منکر فوت حضرت امام صادق ہو کر انہی کو مہدی موعود مانتے ہیں
(۴) اسمٰعیلیہ	منکر فوت اسمٰعیل پسر امام صادق اور انہی کو امام حی و مہدی قائم جانتے ہیں۔
(۵) مبارکیہ	بعد رسول صلعم کے صرف سات امام ضروری جانتے اور محمد بن اسمٰعیل بن امام صادق کو امام عالم و پیغمبر و مہدی مانتے ہیں
(۶) واقفیہ	حضرت موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق کو قائم و مہدی موعود مانتے ہیں
(۷) محمدیہ	امام علی نقی علیہ السلام کے بعد آپ کے بیٹے محمد کو امام مانتے ہیں اور باوجودیکہ وہ اپنے باپ کی زندگی میں فوت ہو گئے کہتے ہیں کہ نہیں فوت ہوئے اور انہی کو قائم مہدی مانتے ہیں۔
(۸) عسکریہ۔	یہ فرقہ امام غائب کے باپ حسن عسکری علیہ السلام کو غائب مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ نہیں فوت ہوئے۔

ملاحظہ ہو کتاب نجم ثاقب میرزا حسین النوری الطبرسی مطبوعہ طہران صفحہ ۸۱ و ۸۲

اور اسمٰعیلیہ تو اب بھی موجود ہیں۔

اگر اسی طرح اثنا عشری بھی کسی شخص کو امام حی و قائم و غائب مانیں تو کیا عجب ہے پس جس طرح ان سب فرقوں کے اماموں کی حیات کا اثبات خود ان ہی فرقہ والوں کے ذمہ ہے اسطرح اول تو اثنا عشریوں کے ہی ذمہ ہے اپنے امام غائب کو زندہ ثابت کرنا۔ لیکن اگر وہ یہ تکلیف اپنے ذمہ نہ لیں تو ہم بطور شاہد ان سب فرقوں کو اور ان کے علاوہ زیدیہ شیعہ کو بھی جو لاکھوں کی تعداد میں آج بھی یمن میں آباد ہیں پیش کر سکتے ہیں۔ جو سرے سے امام غائب کی امامت کے ہی قائل نہیں ہیں اور اس بنا پر اسکی حیات کے بھی قائل نہیں۔ پھر اگر یہ فرقے اثنا عشریوں سے اسی طرح دریافت کریں کہ ہمارے امام غائب کی وفات ثابت کرو تو ہم تمہارے امام کو مان لینگے۔ پس جو جواب اثنا عشری انکو دینگے وہی ہماری طرف سے بھی سمجھنا چاہئیے۔

(۴) اثنا عشری شیعہ کے متاخرین فرقوں میں سے ہیں۔ ان پر لازم تھا کہ وہ اپنے سے سابق فرقوں پر عموماً اور شیعہ عسکریہ پر خصوصاً امام غائب کا وجود ثابت کر کے اتمام حجت کر دیتے

ان بیچاروں کی بعد وفات امام حسن عسکری کے جو حالت تھی وہ ذیل کی روایت سے ظاہر ہو سکتی ہے

پس در ہماں سال (۲۶۰ھ) آنحضرت (حسن عسکری) وفات فرمودند۔ شیعہ و یاران وے متفرق گردیدند۔ پس پارہ ایشاں خود ساں را بہ جعفر منسوب کردند (جعفر برادر حسن عسکری) و پارہ بہ شک وریب افتادند و پارہ دیگر در حیرت ماندند الخ بحار الانوار جلد ۱۳ مطبوعہ ایران ترجمہ فارسی صفحہ ۶۹

پس اسوقت بعض شیعوں کا رجوع بطرف جعفر اور بعض قائلین کا منکرین و متحیرین پر جو خود امام کے والد بزرگوار کے مخلص شیعوں میں سے تھے۔ اپنے امام غائب کے وجود مسعود کو ثابت کر سکتا امام کی وفات تو درکنار کیا اس سے امام کی ولادت کو ہی ظنی نہیں بنا دیتا؟ جب ولادت امام مظنون ہی تو حیات بوجہ اولیٰ مظنون ٹھہری۔

(۵) عام شیعہ تو درکنار خود آل ابوطالب کی ایک جماعت جو مدینہ میں رہتی تھی۔ امامؑ کی ولادت کی منکر ہے۔ چنانچہ ملا خلیل ایک حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:۔

جمعے کہ از آل مدینہ از آل ابوطالب قائل بودند بہ مذہب حق پس وظائف دادہ میشد بر ایشاں از سامرہ (مولد امام غائب نواح بغداد) و در موعد معین ہر سالے پس چوں رفت از دنیا امام حسن عسکری علیہ السلام برگشتند جمعے از ایشان از قائل شدن بفرزند یعنے برگشتند از مذہب امامیہ کہ زمانے خالی از امام معصوم نمے باشد بسبب قائل نہ شدن بوجود فرزند امام حسن عسکری علیہ السلام پس وا داشتند آں وظائف بر ہر کہ باقی ماند از ایشان بر مذہب حق بقائل شدن بفرزند و بریدہ شد از جماعت دیگر پس مذکور نمی شوند آنجماعت دیگر در مجالس شیعہ" دیکھو صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۳۰۸ ترجمہ حدیث ہفتم باب مولد صاحب الزمان جزو ۳ حصہ ۲ مطبوعہ لکھنو

اس جگہ یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ لوگوں کو امام غائب کی ولادت کا قائل نہ بنانے میں سیم و زر کا بھی استعمال کیا جاتا تھا۔

(۶) پھر آل ابوطالب بجائے خود امام حسن عسکری کا بھائی جعفر بھی منکر ولادت ہے دیکھو رسالہ رجعت صفحہ ۲۹

(۷) منکرین ولادت کی تائید میں کئی اور قرآئن بھی ہیں۔ مثلاً کتب معتبرہ شیعہ میں لکھا ہے

کہ امام غائب کی والدہ ماجدہ جن کا نام نرجس خاتون تھا۔ ایک قیصر روم کے فرزند یشوعا نام کی صاحبزادی تھیں۔ اور اُن کی والدہ کا سلسلہ شمعون وصی عیسیٰ علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے۔

اور جس عجیب و غریب طریق سے یہ شاہزادی امام غائب کے دادا بزرگوار تک پہنچی وہ بجائے خود بعید از فہم و قیاس ہے۔ بی بی شہربانو دختر یزدجرد شاہ فارس کا حال اکثر کتب تاریخ میں موجود ہے۔ جو بوقت فتح فارس خلیفہ ثانی حضرت فاروق رضی اللہ کی خلافت میں مدینہ میں آئی تھیں لیکن تعجب ہے کہ جس قیصر روم کی نواسی۔ لونڈی غلاموں محافظوں سے آنکھ بچا کر اور شاہی محل کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہکر غلام فروشوں کی معرفت ایک امام عالیمقام کی خدمت میں آئی۔ اور جس کے بھاگوں میں امام غائب کی والدہ ماجدہ ہونا مقدر تھا۔ اس کے حالات سے سوائے راویان شیعہ کے کوئی واقف نہ ہوا۔ پس جب تک محققین شیعہ اس زمانہ کے ہمعصر قیاصرہ روم سے یشوعا کے باپ قیصر کا پتہ نہ بتائیں یا اس واقعہ کو تاریخ قیاصرہ روم یا تاریخ کلیسیا یا کسی ہمعصر مورخ اسلامی کی کتاب سے ثابت نہ کریں۔ بار ثبوت ولادت امام غائب ان کے ذمہ ہے۔

(۸) شیخ امیر رکن الدین اور ایک جماعت امامیہ کی نسبت مجالس المومنین سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی وجود امام سے انکاری تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

وبرتقدیر تسلیم میگوئیم انکار وجود محمد بن الحسن العسکری علیہ السلام منافی تشیع شیخ نیست۔ چہ بعضے از طوائف شیعہ حتیٰ جمعے از امامیہ قائل بہ دوازدہ امام کہ یکے از ایشاں محمد بن الحسن عسکری است نیستند۔ مجالس المومنین مجلس ششم مطبوعہ ایران صفحہ ۲۱۱

یاد رہے کہ امامیہ شیعہ سے مراد اثنا عشری ہوتے ہیں۔ اور بقول شوستری ایک جماعت منکر وجود امام غائب ہے۔

(۹) ولادت کے بعد جو حالات بیان کئے جاتے ہیں جس سے بقائے امام کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ بھی اطمینان بخش نہیں۔

مثلاً امام کو پانچ چھ برس کی عمر میں ہی یکایک غائب کیا جاتا ہے اور پھر ایک زمانہ کو غیبت صغریٰ سے موسوم کرتے ہیں جو کم و بیش ستر برس تک رہی۔ اس عرصہ میں خوش اعتقادوں کو بہاگیا۔ کہ امام خوف اعداء سے غائب ہیں۔ منجملہ ان کے سگے چچا جعفر سب سے

اوّل درجہ کے دشمن قرار دیئے گئے۔ پھر یہ کہ اس عرصہ میں کئی ایک نائب مقرر تھے جو قائمقام امام غائب تھے یہ لوگ شیعوں سے نذر و نیاز۔ زکوٰۃ۔ خمس وصول کرتے اور اہل حاجات و سائلین سے تحریری عرائض واقعات لیتے اور اُن کو امام غائب کی خدمت میں پیش کر کے جواب باصواب حاصل کرتے یہ جواب تحریری ہوتے تھے اور دستخط امام سے مزیّن۔ اصطلاح میں ان جوابات کو توقیع شریف کہا جاتا تھا۔ لیکن تاریخی تقریباً ستّر برس تک تو یہ سفارت خانہ رہا۔ بعد کو ایک خاص توقیع بنفشہٖ کے مطابق ہمیشہ کے لئے بند کیا گیا۔ ملا باقر مجلسی نے ایک مستقل رسالہ ان توقیعات شریف کو جمع کر کے بھی لکھا ہے اور وہ آجکل مطبوعہ ہے شیعہ تاجران کتب سے ملسکتا ہے۔

بی بی نرجس خاتون کا حال اگر کسی مورخ کو درج کتاب کرنیکا خیال نہ رہا تو خیر۔ لیکن جو سفارتخانہ ستّر برس تک چلا گیا۔ اور جو کئی ایک امام کے وکیل اور نائب اور سفیر کام کرتے رہے کیا تعجب نہیں کہ دوسری اسلامی دنیا اس سے بے خبر رہی ہو خلفائے عباس کا یہ زمانہ ایک متمدّن زمانہ تھا جس کے عہد میں یعقوبی اور ملاذری وغیرہ جیسے بزرگ خاص درباری مورخ تھے۔ انکی تاریخین ان واقعات سے بالکل بیخبر ہیں۔ خیر اگر کہا جائے کہ وہ پھر بھی مخالف تھے انکو کسی مصلحت سے اس راز سے واقف کرنا مناسب نہ تھا تو میں کہتا ہوں کہ وہ بے شمار اصل توقیعات شریف کیا ہوئے جس پر امام کے دستخط موجود تھے جو کہ خاص شیعوں کے نام پر صادر ہوتے تھے پس غیبت صغریٰ کی تصدیق جب تک نہیں ہو سکتی کہ کوئی اصل توقیع شریف دستخطی امام غائب نہ دکھلایا جائے وہو محال۔

(۱۰) آنریبل سید امیر علی صاحب ممبر پریوی کونسل انگلستان بھی بقائے عمر امام غائب کے منکر ہیں۔ حالانکہ ہمیشہ اپنی تمام تصانیف میں ائمہ اہلبیت کرام کا ذکر بکمال عزت و احترام کیا کرتے ہیں اگر روایات متعلقہ امام غائب میں کچھ بھی صداقت ہوتی تو وہ یوں صریح انکار کرنے کی ملامت اپنے ذمہ نہ لیتے۔ دیکھو کتاب سپرٹ آف اسلام صفحہ ۵۰۷ درذیل بیان دوازدہ امام اہلبیت کرام۔

(۱۱) غیبت کبریٰ کا ابتدا ۳۲۱ھ سے ہوا۔ آج جو ۱۳۴۳ھ ہے۔ امام غائب کو غائب ہوئے ہزار برس ہو چکے ہیں بلکہ کچھ زیادہ بھی۔

اس ہزار کے واقعات میں سینکڑوں نہیں تو بیسیوں ایسے ضرور ہیں جن سے بقائے امام ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ سابقہ شکوک کی تقویت ہوتی ہے۔

منجملہ ایسے واقعات کے ایک مختلف نامعلوم مستقرہائے خلافت کا ہونا ہے جس کو اصطلاح شیعہ میں ناحیہ مقدسہ کہتے ہیں اور جو کہ ہونے کو تو اس ربع مسکون و معروف ممالک عالم میں ہیں لیکن آج ان کا سراغ کسی فاضل جغرافیہ دان یا سیاح سے پوچھا جائے تو مایوس ہونا پڑیگا۔ اور دوسرے نامعلوم اشخاص کا ذکر جن کو ادعائے رویت امام ہے* بطور نمونہ دونوں امور کا ذکر یکے بعد دیگرے کیا جاتا ہے۔ مختصر تفصیل نواحیہ مقدسہ

(ا) حوالی مدینہ۔ کوہستان و صحرائے مدینہ کہ میان مسجد مدینہ و مسجد مکہ است شاید کہ مراد حوالی روایات کہ محرم در وقت رسیدن بانجا تلبیہ را بلند میگوید۔ و سی کس از غلامان خالص ہمہ وقت با او۔ اگر یکے از ایشاں از دنیا رود۔ دیگر قائمقام میشود۔ صافی شرح کافی کتاب الحجۃ باب ہفتاد و نہم صفحہ ۴۰۷ و ۴۰۸

خطہ پاک حجاز کے چپہ چپہ سے لوگ واقف ہیں خصوصاً کوہستان و صحرائے مدینہ سے۔ اور روحا اس سے مراد ہو تو ہر سال احرام باندھنے والے وہاں جاکر صدائے لبیک بلند کرتے ہیں۔ بعض روایات سے پتہ ملتا ہے کہ امام غائب ہر سال حج کرنے بھی آتے ہیں۔ اور لوگ ان کو دیکھتے تو ہیں مگر شناخت نہیں کرتے۔ و در غیبت کبریٰ نیز در موسمہا حاضر میشود بر جلے کہ ہمہ کس اورا می بینند اما نہ می شناسند صفحہ ۴۰۶ صافی باب ۷۹ باب فی الغیبۃ

اور وہ اکیلے بھی نہیں ہوتے تیس آدمی مخلص جان نثار بطور باڈی گارڈ ہمراہ ہوتے ہیں۔ اور بقول اردبیلی ان کے ساتھ نوکر چاکر گھوڑے اونٹ بھی ہوتے ہیں مگر کسقدر تعجب ہے کہ کوئی شخص ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا جو یہ کہے کہ میںنے امام کو دیکھا ہے۔

(۲) جزیرہ خضرا۔ مذکور است کہ جزیرہ اخضر و بحر ابیض جزیرہ الیست در سرزمین ولایت بربر میان دریائے اندلس کہ آنحضرت (امام غائب) و اولاد اصحاب او در آنجا میباشند و معمور و ابادان است و در ساحل آں دیار موضع است بشکل جزیرہ کہ اندلسیان آنرا جزیرہ رفضہ میگویند و ساکنان آں ساحل ہمگی شیعہ امامیہ اند و مایحتاج ایشاں را

از راہ جزیرہ اخضر کہ مقام آنحضرت است در سالے دو بار وکیل ناحیہ بکشتی ہا از راہ بحرابیض
کہ محیط بآں ناحیہ مقدسہ است ہے آورد و بر اہل آں جزیرہ قسمت کردہ مراجعت می نماید۔
مجالس المومنین صفحہ ۴۳ نجم ثاقب صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۷ رسالہ جزیرہ خضراء و بحر ابیض مجلسی
مطبوعہ لکھنؤ

ولایت بربر۔ اندلس بحر ابیض متعارف نام ہیں لیکن جزیرہ خضراء یا جزیرہ تقضب کا خدا
جانے کس کتاب جغرافیہ یا تاریخ میں ذکر ہے جہاں ہزار برس سے امام معہ اولاد و اصحاب آباد
اور جہاں ہر سال دو دفعہ غلہ و غیرہ کے جہاز معرفت وکیل ناحیہ مقدسہ کے بھیجے جاتے ہیں
مگر نئی پرانی دنیا کا کوئی سیاح جہاز ران ان حالات سے واقف نہیں

(۳) شعب ذی طوی۔ بحکت لصاحب ھذا الامر غیبۃ فی بعض ھذہ الشعاب
واومی بیدہ الی ناحیۃ ذی طوی رسالہ المحجۃ فیما نزل فی القائم الحجۃ مشمولہ کتاب
غایت المرام در ذیل آیت الثالث والستون صفحہ ۷۴۵۔ ذوطوی موضع بمکۃ داخل الحرم
کتاب مجمع البحرین زیر لفظ طوا۔ ایسے مشہور و معروف مقام میں جیسے کہ احاطہ حرم مکہ ہے
کس طرح ہزاروں لاکھوں حجاج پر ابتک امام غائب کے غائب ہی ہیں

(۴) شہر جابلسا و جابلقا۔ در طرف شرق و مغرب دو شہر عظیم است کہ یکے را جابلسا
گویند و دیگرے را جابلقا بلکہ شہرہائے متعددہ وایں کہ اہل آں شہرہا از انصار قائم علیہم السلام
(امام غائب) اند و بآں جناب خروج میکنند و بر اصحاب سلاح سبقت جویند و پیوستہ
از خدا تعالےٰ مسئلت نمایند کہ ایشاں را از انصار دین خود قرار دہد و اینکہ ائمہ علیہم السلام
در اوقات معینہ نزد ایشاں می رفتند و معالم دین بآنہا می آموختند الخ نجم ثاقب صفحہ ۲۲

متمدن دنیا آجتک ان دونوں شہروں سے ناواقف ہے کوئی پوچھے۔ بھلا امام تو غائب ہیں۔
کسی مصلحت کی وجہ سے لیکن وہ شہر کیوں اہل عالم سے مخفی ہیں۔ کیا مکاں کی عدم موجودگی سے
مکیں کی عدم موجودگی پر استدلال نہیں کر سکتے؟

دوم۔ درباره رویت امام معلوم ہو کہ مدعیان رویت سینکڑوں بیان کئے گئے ہیں
لیکن سوال یہ ہے کہ انکو تسلی بخش کس طرح قرار دیا جائے منجملہ مدعیان رویت ایک شخص ابی جمیلہ

قائم الہندی ہیں ان کی زبانی روایت ہے کہ ہم کشمیر میں رہتے تھے اور میرے ساتھ کے اور چالیس آدمی تھے جو بادشاہ کے دائیں ہاتھ کرسیوں پر بیٹھتے تھے وہ سب کے سب چاروں کتابوں توریت۔ انجیل۔ زبور اور صحف ابراہیم کی قرأت کرتے تھے۔ عام لوگوں کو ہم دین کی تعلیم دیتے۔ اور ان کے حلال و حرام میں فتویٰ دیا کرتے۔ ایکدن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا ہمنے کہا انکی بابت تو ہماری کتابوں میں بھی لکھا ہوا ہے۔ پس ہم سب نے اتفاق رائے کیا اس امر پر کہ اس نبی صلعم کی تلاش کرنی چاہیئے الیٰ آخرہ کتاب اکمال الدین صفحہ ۴۴۔ اصول کافی صفحہ ۳۴۳ باب مولد صاحب الزمان کتاب الحجۃ۔ بڑے خدا اس قصہ کے لفظ لفظ پر غور کریں اور پھر بتائیں کہ آیا عقل سلیم اسکو امر واقعہ خیال کر سکتی ہے۔ اول تو ابی سعید غانم کسی ہندی کا نام نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ کشمیر کا کونسا بادشاہ ایسا تھا جس کے درباری توریت و انجیل پڑھا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ الیٰ آخرہ؟

(۱۲) اس نمبر میں چند ایسے واقعات کا ذکر کیا جائیگا جس سے ثابت ہو سکے کہ امام غائب ایک عرصہ سے اپنا فرض منصبی ادا کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔

منجملہ فرائض منصبی امام قائم آل محمد دشمنان اہلبیت کرام سے انتقام لینا ہے پہلے دشمن اس خاندان کے بنی امیہ ہیں۔ اور دوسرے بنی عباس چنانچہ دونوں خاندانوں کی تباہی کا قائم آل محمد کے ہاتھ سے ہونا کتب شیعہ میں موجود ہے۔

(۱) تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں زیر آیت سئل سائل بعذاب واقع کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک آگ مغرب سے نکلے گی اور اسکو فرشتے پیچھے سے ہانکینگے یہاں تک کہ بنی سعد بن ہمام کے گھر کے پاس پہنچ جائے گی اور کسی بنی امیہ کے گھر کو بغیر جلائے نہ چھوڑیگی۔ نہ گھر کے رہنے والوں کو اور نہ اس گھر کو چھوڑے گی جس میں آل محمد کا حق ہوگا۔ مگر اسکو جلا دیگی اور یہی مہدی علیہ السلام ہونگے۔ فلاتدع دارا لبنی امیۃ الا احرقتھا واھلھا۔ ۔ ۔ ۔ وقد ذالک المھدی علیہ السلام دیکھو تفسیر مذکور است سورہ معارج مطبوعہ ایران

محمد بن یعقوب کلینی لکھتے ہیں جو کہ علی بن ابراہیم کے شاگردوں میں سے تھے۔ قال اذا قام القائم علیہ السلام وبعث الی بنی امیہ بالشام ھربوا الی الروم دیکھو فروع کافی کی کتاب الروضہ صفحہ ۶۲۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ بنی امیہ کی سلطنت کو پامال کر

صدیاں گزر چکی ہیں اور موجودہ سلاطین روئے زمین میں کوئی بنی امیہ سے نہیں خصوصاً ملک روم کا بادشاہ
اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ قائم آل محمد قید حیات میں نہیں ہیں۔

(۳) محقق ابن بابویہ نے ایک حدیث لکھی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ قتل زکیہ اور قائم آل محمد کے خروج کے درمیان صرف ۱۵ رات کا وقفہ ہوگا لیس بین قائم آل محمد وبین قتل الزکیۃ الا خمس عشر لیلۃ کتاب اکمال الدین باب ۶۱ ذکر علامات خروج القائم

سو واضح ہو کہ ایک نفس زکیہ امام حسن بن علی ع کے پڑپوتے تھے بڑے عابد و زاہد تھے۔ ان کے معاصر انکو مہدی کہتے تھے منصور عباسی کے خلاف خروج کرکے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے تفصیل کے لئے دیکھو مجالس المومنین مجلس ششم صفحہ ۳۶۳

تفسیر عیاشی کے حوالہ سے ایک روایت ہے کہ ایک راوی نے امام جعفر صادق کی خدمت میں خلفائے عباسی کے بارہ میں ذکر کیا کہ صالح اور عیسیٰ بن علی کا مکان عالیشان تیار ہوگیا ہے۔ تو ایک مخلص نے کہا کہ یا تو خدا ان کو مسمار کردے یا ہم کو زور بخشے کہ ہم کردیں۔ فقال لہ عبداللہ ع لا تقل ھکذا بل یکون مساکن القائم واصحابہ اما سمعت اللہ یقول وسکنتم فی مساکن الذی ظلموا انفسہم دیکھو رسالۃ المحجۃ مشمولہ کتاب غایت المرام ذیل آیت نمبر الرابع والثلاثون قولہ تعالیٰ وسکنتم فی مساکن الذین ظلموا صفحہ ۷۳۶

تفسیر صافی میں ہے کذلک بنو امیۃ وبنو العباس لما ان وقفوا علی ان زوال ملک الامراء والجبابرۃ منہم علی یدی القائم ناصبونا العداوۃ ووضعوا اسیوفہم فی قتل اھلبیت رسول اللہ وابادۃ نسلہ طمعاً منہم فی الوصول الی قتل القائم تفسیر صافی سورہ توبہ بعد از نصف زیر آیت یریدون ان یطفؤا نور اللہ

ان روایات کی بنا پر ضروری تھا کہ بنی امیہ اور بنی عباس کی تباہی حضرت قائم آل محمد کے ہاتھ پر ہو۔ اور ان کے مساکن میں امام اور آپکے اصحاب سکونت پذیر ہوں۔ اب جبکہ بنی عباس بھی بنی امیہ کی طرح تباہ و برباد ہوچکے ہیں اور دولت عباسیہ کی کوئی شاخ بلاد اسلامیہ میں حکمران نہیں ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ضرور قائم آل محمد کے ہاتھوں سے تباہ ہوچکے اگر نہیں ہوئے تو آئمہ کی احادیث کی تکذیب لازم آئے گی۔ دوسرے ثابت کرنا ہوگا

کہ فلاں ملک میں بنی امیہ کی طرح بنی عباس ظالمین آل محمد حکمران ابھی باقی ہیں جنکو امام غائب بھی وقت ظہور فنا از تباہ و پامال کرینگے۔

(۳) منجملہ علامات ظہور امام غائب صدائے آسمانی و سفیانی بھی ہیں دیکھو رسالہ رجعت مجلسی صفحہ ۴۸

(۱) کلینی نے لکھا ہے کہ ینادی منادٍ الا ان فلان ابن فلان وشیعتہ ھم الفائزون اول النھار وینادی اخر النھار الا ان عثمان وشیعتہ ھم الفائزون الخ فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۹۹۔ یعنی منادی کرنے والے کی ندا آئے گی صبح کے وقت کہ فلاں ابن فلاں اور اسکے شیعہ کامیاب ہیں اور شام کو آواز آئے گی کہ دیکھو عثمان اور اسکے شیعہ کامیاب۔ لیکن یہ حدیث مجمل سی ہے اسکی تشریح کے لئے حدیث ذیل کا مطالعہ کرو۔

(۲) فیؤمن اھل الارض اذا سمعوا الصوت من السماء الا ان الحق فی علی بن ابی طالب وشیعتہ قال فاذا کان الغد صعد ابلیس فی الھوا حتی یتواری من اھل الارض ثم ینادی الا ان الحق فی عثمان بن عفان فانہ قتل مظلوماً فاطلبوا بدمہ قال فیثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت علی الحق وھو النداء الاول ویرتاب یومئذ الذین فی قلوبھم مرض والمرض واللہ عداوتنا الخ آیت نجیب الدالیم والتسعون قول وان یروا اٰیۃ یعرضوا رسالہ النجعۃ فیما نزل فی القائم الحجۃ ط۵۴ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ظہور قائم بوقت بنی امیہ موعود تھا۔ اب سفیان کی بابت سنیئے۔

سو تاریخدان اصحاب پر مخفی نہ ہوگا کہ یہ ظہور بھی خلفائے عباس کے زمانہ میں ہو چکا ہے۔

مورخ ابن خلدون لکھتے ہیں ھو علی بن عبد اللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ .... کانت امہ نفیسۃ بنت عبد اللہ بن العباس (عباس علمدار) بن علی بن ابی طالب وکان یقول انا ابن شیخی صفین یعنی علیا ومعاویۃ وکان من بقایا بنی امیہ بالشام وکان من اھل العلم والروایۃ فادعی لنفسہ بالخلافۃ اخر سنہ خمس وتسعین واعانہ الخطاب بن وجہ العلس مولی بنی امیہ الخ تاریخ ابن خلدون جزو ثالث مطبوعہ مصر صفحہ ۲۳۴ و ۲۳۵

اس عبارت میں وکان من بقایا بنی امیہ بالشام خاص قابل غور ہے یہ تو تاریخی سفیانی

ہے لیکن ایک اور روایتی سفیانی بھی ہے سو خدا کا شکر ہے کہ اس کا سن ظہور بھی حسب روایات معتبرہ شیعہ ہو چکا ہے دیکھو روایات ذیل واقعات

(۳) محقق ابن بابویہ لکھتے ہیں کہ حدیث نبوی میں واقعات سنہ ۷۰۰ھ میں آیا ہے کہ فی سبعمائۃ قنطاریۃ وھی علم علی کل قنطاریۃ صلیب تحت کل صلیب الف فارس افرنجی ونصرانی وھذہ قصۃ عظیمۃ طویلۃ وفی زمانہ یخرج الیہ رجل من مکۃ یقال لہ سفیان بن حرب وفی خبر آخر من وقت خروجہ الیٰ ظہور قائم آل محمد صلوٰۃ اللہ الیہ ثمان اشہر لا یکون زیادۃ یوم ولا نقصان جامع الاخبار مطبوعہ ایران فصل ۱۰۲ یعنی سنہ ۷۰۰ھ میں قنطاریہ کا ظہور ہوگا۔ اور اس کے زمانہ میں ایک شخص مکہ سے نکلیگا جس کو سفیان بن حرب کہینگے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اسکے خروج کے وقت سے ظہور قائم آل محمد تک آٹھ ماہ ہونگے اور اس سے ایک دن نہ زیادہ ہوگا نہ کم

آٹھ ماہ کی بجائے ایک سال ہی فرض کیا جائے تو سنہ ۷۰۱ھ ہوتا ہے اور اسوقت ظہور امام غائب مقدر تھا۔ اور اب تو سنہ ۱۳۳۳ھ بھی شروع ہو گیا ہے۔ کیا اس سے بوجہ اولیٰ وفات امام غائب مستنبط نہیں ہوتی؟

(۱۳) اب ایک اور طریق سے وفات امام غائب پر توجہ دلاتا ہوں یہ طریق مشتمل ہے بعض معتقدات شیعہ پر۔

اول عقیدہ رجعت ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت رسول کریم اور جناب علی اور امام حسین اور دوسرے امام اور پیغمبر و اوصیائے انبیائے سابقین دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آئینگے اور اسی طرح دشمنان و قاتلان آل محمد بھی اور امام غائب کے لشکر میں داخل ہو کر معرکہ کربلا و صفین کو از سر نو تازہ کرینگے بڑے گھمسان کے رن پڑینگے اسی زمانہ رجعت میں امام غائب کا ظہور بھی مقرر ہے رسالہ رجعت صفحہ ۵۹ بلکہ آپکے اسمائے گرامی میں سے ایک صاحب الرجعۃ بھی ہے نجم ثاقب ص ۲۸ اور رجعت بغیر ایک دفعہ مرنیکے ناممکن ہے۔ نیز اگر رجعت کے عقیدہ کا ابطال از روئے قرآن کیا جائے تو وہ مستلزم ہوگا عدم ظہور امام غائب[1] عدم حیات کو علیٰ ھذا القیاس۔

اور پھر لکھا ہے کہ سب سے پہلے رجعت امام حسین کی ہوگی اور وہی امام غائب کی تجہیز و تکفین

[1] کو اور عدم ظہور امام غائب

کرینگے کیونکہ امام کی تجہیز و تکفین بجز امام کے نہیں ہوتی دیکھو حق الیقین مجلسی بیان رجعت صفحہ ۱۴۷

سب سے پہلے قرآن سے عقیدہ رجعت کو ثابت کرنا چاہیئے لیکن اگر وہ ثابت بھی ہو جائے پھر بھی حیات وبقائے امام غائب الی الآن پر دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ جب امام کے سب لشکر اور معاون مر کر زندہ ہونگے اور انکی وفات اونکی رجعت کی مانع نہیں ہے تو امام غائب کی رجعت بھی بعد از وفات ظہور کے لئے مانع نہ ہوگی۔ پس بہر صورت اس عقیدہ رجعت سے بھی وفات امام غائب نکل سکتی ہے۔

اسجگہ یہ بھی معلوم رہے کہ عقیدہ رجعت ہرگز عقائد شریعت اسلام میں سے نہیں ہے بلکہ اسکا بانی مبانی عبد اللہ بن سبا ہوا ہے دیکھو ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب دوم مطبوعہ ایران صفحہ ۵۲۴ زیر عنوان ذکر پدید آمدن مذہب رجعت در سال سی و پنج ہجری اور بعض اسلاف شیعہ بھی اس عقیدہ سے منکر تھے۔ علامہ مجلسی لکھتے ہیں جمعے از شیعیان شما ہستند کہ قائل نیستند کہ شما و دشمنان شما در آں روز زندہ خواہید شد دیکھو حق الیقین صفحہ ۱۴۷ در بیان واقعات رجعت مطبوعہ ایران

دوم۔ کتب شیعہ میں ایک نہایت معتبر و متواتر حدیث ہے عن النبی اذ قال کلما فی الامم السالفة یکون فی ھٰذہ الامة مثلہ حذو النعل بالنعل والقذة بالقذة جس کا ماحصل یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ ضرور ہے کہ جو کچھ سابقہ امتوں میں ہو چکا ہے بعینہ اس امت میں بھی ہو کر رہیگا دیکھو اکمال الدین صفحہ ۲۹۳

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر امم سالفہ میں کونسا امام بلکہ پیغمبر ہی سہی ایسا ہو گزرا ہے جس کے حالات مطابق ہوں بحالات امام غائب؟ مثلاً غیبت صغریٰ و غیبت کبریٰ وغیرہ جبتک ایسی کوئی نظیر سابقہ امتوں میں نہ ملے امام غائب کی ولادت سے لیکر تا ظہور بزمانہ رجعت تک سب حالات قابل تسلیم نہ ہونگے۔

کسی خاص شخص کو تو شیعہ پیش نہیں کر سکے جو مطابق مفاد حدیث طابق النعل بالنعل من کل الوجوہ امام غائب کا نظیر ہو لیکن اسمیں شک نہیں کہ مختلف حالات کو مختلف اشخاص سے مشابہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مثلاً طول العمر میں حضرت نوح علیہ السلام کو وقد روی فی الخبر الذی اسندتہ فی ھٰذا الکتاب ان فی القائم سنة من نوح ع

اکمال الدین صفحہ ۲۹۳

اسمیں شک نہیں کہ حضرت نوح کی عمر قرآن مجید کی ظاہر آیت سے ۹۵۰ ثابت ہی لیکن امام غایب کی عمر تو اسوقت ۱۰۷۸ برس ہو چکی ہی مشابہت طابق النعل بالنعل کیسے ہوئی۔

پھر نوح کی نسبت تو قرآن شاہد ہے امام غایب کی عمر کا کون شاہد ہے نوح کی نسبت قرآن میں لکھا ہے ولقد ارسلنا نوحاً الی قومہ فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین یعنی وہ ۵۰ کم ہزار برس اپنی قوم کے درمیان رہے اور دوسری جگہ نوح علیہ السلام سے حکایتاً آیا ہے ودعوت قومی لیلاً و نہاراً یعنے رات دن اپنی قوم کو دعوت کی لیکن امام غائب سے نہ قوم واقف ہی نہ وہ خود اپنی قوم میں اقامت رکھتے ہیں نہ دعوت فرماتے ہیں وغیرہ وغیرہ غرض ثابت ہوا کہ اسوقت نوح کی نسبت امام غایب کے حالات پر کسی طرح منطبق نہیں فھو المراد

پھر اصول کافی میں ایک حدیث امام محمد باقر سے مروی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو اوصیاء کرام ہیں وہ مطابق ہیں اور مشابہ ہیں اوصیائے عیسے علیہ السلام کے اور حضرت علی علیہ السلام مسیح کی سنت پر ہیں۔ حدیث مشابہت نوح جس کا اشارہ ابن بابویہ نے کیا ہے خدا جانے اسکی اصل کہاں تک درست ہے لیکن جو حدیث مشابہت اوصیائے عیسے ہے وہ نہایت صاف و واضح ہی وکا الاوصیاء الذین من بعد محمد علی سنۃ اوصیاء عیسے وکانوا اثنی عشر وکان امیر المومنین عمل سنۃ المسیح اصول کافی کتاب الحجۃ باب ماجاء فی الاثنی عشر صفحہ ۳۴۷ نظر براین اصل محکم امام غایب کا مثیل پیغمبران ازمنہ قدیم مثل نوح والیاس خضر وغیرہم میں ہی منتخب کرنا بیسود ہے بلکہ قریب زمانہ گذشتہ میں اوصیائے عیسے (حواریین) میں سے تلاش کرنا چاہیئے۔ لیکن امید نہیں کہ اسمیں بھی کامیابی ہو۔ پس جب زمانہ سلف قدیم و قریب میں امام غایب کی کوئی مثال ہی نہیں تو ثابت ہوا کہ امام غائب کے حالات ہی غلط ہیں۔

(۱۳) امام غایب کی غیبت کی جو وجوہات کتب شیعہ میں موجود ہیں۔ ان پر غور کرنے سی بھی پتہ لگتا ہے کہ اب سے بہت زمانہ پہلے وہ وجوہات مفقود ہو چکی ہیں مثلاً

(۱) لکھا ہی کہ بنی امیہ اور بنی عباس کو چونکہ علم تھا کہ ہماری ہلاکت قائم آل محمد کے ہاتھ پر ہوگی لہذا وہ عموماً قتل اہلبیت رسول میں سرگرم رہتے تھے اس آرزو کے برآنے کے لئے کہ قائم کو

بھی قتل کردیں اسکا ثبوت بحوالہ تفسیر صافی اوپر عرض کرچکا ہوں - اب اسوقت کہ بنی امیہ و بنی عباس کی سلطنت کا نام دنیا میں باقی نہیں امام غائب کا بدستور خائف و مستور رہنا صریحاً غیر ضروری ہی اس سے نتیجہ نکلا کہ امام کسی جگہ بھی خائف و مستور نہیں ہیں کیونکہ وجہ خوف عرصہ سے مرتفع ہوچکی ہے اگر مستور و مخفی نہیں ہوتے تو ضرور ظہور فرماتے - جب ظہور نہیں فرماتے تو ضرور ہی کہ وہ فوت ہوچکے ہیں -

(۲) لکھا ہے کہ آپ کے چچا جعفر نے معتمد عباسی کے پاس جاکر شکایت کی تھی کہ لوگ ہزاروں اشرفیاں اور اموال وہدایا میرے بھائی امام حسن عسکری کے واسطے لاتے ہیں چونکہ وہ فوت ہوگئے ہیں انکا مستحق میں ہوں - لیکن ایک خورد سالہ بچہ چھپا رکھا ہے بتلا کر اس مال و زر کو لوگوں سے بٹور لیتا ہی اس پر معتمد نے اپنے خدمتگار روانہ کئے انہوں نے لڑکا نہ پایا - آخر امام حسن عسکری کی کنیز صیقل (یا نرجس خاتون مادر امام غائب) کو پکڑ لیا کہ اپنا لڑکا ہمکو دکھلا - انہوں نے رفع شک کے واسطے کہدیا کہ ابھی تو مجھکو حمل ہے امام حسن عسکری سے اسلئے صیقل کو ابن ابی الشوارب قاضی کے سپرد کیا گیا کہ جب لڑکا پیدا ہو تو قتل کردیں - ناگاہ عبداللہ بن یحیٰی وزیر مر د و صاحب الزنج نے بصرہ میں خروج کیا - مخالفین کو اپنی پڑ گئی - پس وہ کنیز چپکے سے قاضی کے گھر سے اپنے گھر میں چلی آئی - رسالہ رجعت مجلسی صفحہ ۲٦ - اور نجم ثاقب میں ہی کہ نرجس بانو در آں وقت در حیات نہ بود - ماریہ نام کنیز کے را ید دند - کہ کودک را نشان دہد ماریہ انکار نمود کہ ہیچ کود کے درین خانہ نیست - نجم ثاقب صفحہ ۱۴۰

اسی طرح اصول کافی میں لکھا ہے کہ جعفر نے امام حسن عسکری مرحوم کے جو لونڈی غلام فروخت کرڈالے - انمیں سے ایک ترکی لڑکی اولاد حضرت جعفر طیار سے تھی جس کی پرورش امام مرحوم نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی - امام غائب صاحب کے وکلاء اس سودے سے جو مطلع ہوئے تو ۱۴۰ دینار بھیجکر خریدار سے لڑکی کو لے لیا اور اولاد جعفر سے جو ولی تھا اسکے حوالے کردی - اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد صاحب الزمان صفحہ ۳۲۰

ان روایات سے ظاہر ہوا - کہ آپ کا دشمن آپکا سگا چچا جعفر تھا - اور شائد ایسے ہی واقعات کی تصدیق کے لئے وہ مشہور حدیث ہے جسکا ایک جملہ یہ ہے وقد امسینا وما اعدی لنا من ذوی قرابتنا - مجمع البحرین زیر لفظ جعفر صفحہ ۲۴۲

اگر امام غائب اپنے ایسے چچے کی وجہ سے کچھ وقت کے لئے غائب ہوئے ہوں تو بے شک وہ حق بجانب تھے لیکن کیا آپ کے ساتھ آپکا چچا بھی زندہ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ابتک غائب و ترساں ہے اور ہیں؟ اس انتہا درجہ کے جبن کو ایک امام ؑ کی طرف منسوب کرنا ہرگز مناسب نہیں۔

(۳) امام غائب کے چچا کی شکایات سن سن کر خلیفہ وقت اور اسکے وزراء کو بھی امام غائب کے خوف نے جو انکی دولت کو ملیا میٹ کرنے والے تھے یا مال و دولت کے لالچ نے جو امام کے نام سے امام کے وکلاء بیچارے سادہ لوح شیعوں سے وصول کرتے رہتے تھے رفتہ رفتہ اس بات پر آمادہ کر دیا کہ کوئی ایسی صورت ہو جس سے زیادہ شور و فساد بھی نہ ہونے پائے اور مال و دولت دینے والوں اور وکلاء اور امام کی آمد و رفت و نقل و حرکت سے بھی ہم ناواقف نہ رہیں۔ اس تحقیق حال کے لئے حسب معمول جاسوس چھوڑے گئے۔ لیکن امام غائب فوراً اس تجویز پر واقف ہو گئے اور انھوں نے حکم صادر فرمایا کہ آئندہ کوئی وکیل کسی رعیت سے مال نہ لے اگر پکڑا جائے تو تجاہل عارفانہ کرے صافی شرح اصول کافی باب مولد صاحب الزمان شرح کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ مخفی نہ ماند کہ ایں قضیہ باعث سخت گیری خلیفہ و غیبت کبریٰ باشد یعنے خلیفہ وقت کو اس سے اور بھی غصہ آیا اور اسکی سخت گیری اور امام کی غیبت کبریٰ کا موجب یہی امر ہوا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اب بھی امام غائب کے خاص وکلاء شیعوں سے مال و دولت وصول کیا کرتے ہیں اور کیا اب بھی خلیفہ معتمد عباسی اور اسکے جاسوس انکے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے غیبت کو بدستور لازم گردانا ہوا ہے کیا ان واقعات کو صدیاں نہیں گزر گئیں؟

(۴) پھر غیبت کی وجہ یہ ظاہر کی گئی ہے کہ ہر ایک امام کے گلے میں کسی نہ کسی ظالم جابر کی بیعت کا جوا ہوتا رہا ہے۔ امام غائب اسلئے غائب ہیں کہ خروج کریں تو انکو کسی جابر طاغی کی بیعت نہ کرنی پڑے۔ ابن بابویہ نے غیبت کی علت اسی امر کو قرار دیا ہے چنانچہ مختلف روایات کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

(۱) تعمی ولادته علی هذا الخلق لئلا یکون لاحد فی عنقه بیعة اذا خرج۔

(۲) یبعث القائم ولیس فی عنقہ بیعۃ لاحد

(۳) لئلا یکون فی عنقہ لاحد بیعۃ اذا قام بالسیف - اکمال الدین باب علۃ الغیبۃ صفحہ ۲۶۵

ائمہ اہلبیت کرام کے مخالفین تو وہی بنی امیہ تھے یا بنی عباس باقی مسلمانوں میں سوائے مقدار قلیل خوارج کے شیعہ ہوں یا سنی کوئی بھی دشمن نہیں ہے - ان دونوں خاندانوں کو برباد ہوئے ہوئے کئی سو برس ہو چکے بلکہ بلاد اسلامیہ میں جو کئی شیعہ خاندان وارث تخت و تاج ہوئے ان سے بھی امام ناواقف نہ تھے - اگر زندہ ہوتے تو ضرور اپنے مخلصین با تمکین کو دولت دیدار سے مالا مال فرماتے والا فلا

(۵) پھر علت غیبت یہ قرار دی ہے کہ امام کو اپنی جان کا خوف ہے ائمہ سابقین اہلبیت علیہم السلام اور دکھائے امام غائب ہے اس وجہ کو ظاہر کرنے والی جو روایات ہیں ان کے الفاظ یہ ہیں

(۱) عن الصادق یقول ان للقائم غیبۃ قبل ان یقوم قلت ولم ذالک جعلت فداک قال یخاف واشار بیدہ الی بطنہ و عنقہ - اکمال الدین صفحہ ۱۹۵

(۲) فی تفسیر قولہ تعالیٰ لترکبن طبقا عن طبق ای سنن لابد للقائم من غیبۃ قلت ولم قال یخاف علی نفسہ واومی بیدہ الی بطنہ

(۳) ایک وکیل امام سے راوی سے پوچھا کہ کبھی سچ بتاؤ تم نے کبھی امام کو دیکھا - تو اس نے کہا نعم ولہ رقبۃ مثل ذی واشار بیدہ الی عنقہ

حالانکہ ائمہ اہلبیت کی فضیلت میں آیا ہے کہ وہ کسی کے مارنے سے مرتے ہی نہیں بلکہ جب چاہیں مرتے ہیں وانہم لا یموتون الا باختیار ھم اصول کافی کتاب الحجہ صفحہ ۱۵۸ باب ایضاً

پس یا تو وہ علت غلط ہوگی یا یہ حدیث - بصورت اول ایسا خائف شخص کس طرح امام زمان کے معزز لقب سے ملقب ہو سکتا ہے کیا انبیائے سابقین میں سے بجز عطیہ فرض رسالت کوئی ایسا نبی یا امام مفترض الطاعۃ ہوا ہے - بصورت دوم ممکن ہے کہ کسی وقت اپنی حالت زار سے تنگ آکر انہوں نے ایسی مخفی در مخفی اور تنہائی کی زندگی سے موت کو ہی ترجیح دے دی ہو قطع نظر ان باتوں کے موجودہ وقت میں ثابت کرنا چاہیئے کہ ایسا شدید خوف کس شخص یا کس قوم یا اہل ملک کی طرف سے امام پر طاری ہے کہ وہ چاروناچار غائب ہیں بظاہر حالات کوئی خوف غالب نہیں - پس جب شرط غیبت عرصہ سے اٹھ گئی ہے تو مشروط بھی اس کی ضرور فارغ البال ہو چکا ہے -

(۳) پھر غیبت کی وجہ بآیات افضل سے علاوہ خوف اعداء عدم نصرت رعیت بھی قرار دی ہے اور عدم نصرت کو بمنزلہ عدم اطاعت کے ٹھہرایا ہے ایسی صورت میں اسکا خیال ہے کہ امام غائب ہی رہیں تو بہتر دیکھو سرمایہ ایمان لاہجی صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ بمبئی

لیکن افسوس ہے کہ یہ وجہ بھی مثل دیگر وجوہ کے بودی ہے کیا کوئی واقفکار مسلمان کہہ سکتا ہے کہ شیعوں کو اپنے امام سے اس حد تک سرد مہری ہے کہ وہ ظہور کریں تو وہ انکی نصرت جان و مال سے نہ کریں۔ ہرگز نہیں اور کیا اس خیالی عدم نصرت کے الزام سے انکو عدم اطاعت کا مجرم ٹھہرانا قرین انصاف ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور کیا وہ اس ہزار گیارہ سو برس میں کسی وقت ظہور فرمانا چاہتے تو وہ رعایا کے محتاج تھے؟ ہرگز نہیں۔ اُن کے پاس تو عصائے موسیٰ۔ انگشتر سلیمان۔ اسم اعظم جیسی چیزیں ہیں۔ اور جنکی نصرت میں حسب اعتقاد شیعہ ملائکہ اور جن اور باشندگانِ جابلسا و جابلقا ہیں۔ کیا ایسے سازو سامان کے ہوتے ہوئے ہند و پنجاب یا ایران کے شیعوں کی نصرت کا کوئی منتظر رہتا ہے؟ ہرگز نہیں پس یہ علت بھی غلط اور گو خلاف واقعہ ثابت ہوگئی فہو المراد

(۴) جب دیکھا گیا کہ واقعات سے امام کے وجود کو ثابت کرنا مشکل ہے تو ایسی تاویلات کی طرف رجوع کیا گیا جن سے ہر زمانہ میں ظہور امام کے اعتقاد سے کئی فائدہ حاصل کیا جائے یا جن سے کہ سائل کسی وقت بھی مجبور نہ کرسکے۔

اوّل مثلاً بنی امیہ اور بنی عباس کی سطوت کو برباد کرنے کے لئے اس اعتقاد سے خوب فائدہ اٹھایا گیا امام ظاہر ہوئے نہ ہوئے۔ مگر ہواخواہانِ تشیع کی مرادیں پوری ہوگئیں۔

دوم۔ امام کے ناموں میں سے ایک نام فرج تجویز کردیا یعنی خوشحالی۔ جسکا مطلب یہ کہ جب شیعوں کے اچھے دن آئیں سمجھا جائیگا کہ امام زمان کے دم قدم سے یہ دن نصیب ہوئے اور جب مصیبت کے دن ہوں تو برابر منتظر رہیں۔ شوستری نے لکھا ہے۔ و فرج یکے از اسمائے صاحب الامر است

مجالس المومنین مجلس اول ص ۴۴

سوم۔ دینی فوائد تو اسوقت بھی حاصل ہوتے ہیں۔ خواہ آپ امام غائب ہی مانے گئے تھے لیکن ہواخواہانِ تشیع نے گذشتہ مظالم کے انتقام لینے اور ساتھ ہی شیعوں کو دنیوی ترقی اور سلطنت کا امیدوار بنانے کے لئے ایسے عقائد بنالئے جیسے غیبت کبریٰ امام۔ ملا باقر مجلسی

لکھتے ہیں "معنے رجعت آنست کہ پادشاہی برما گردد و مہدی ما پادشاہ شود" رسالہ رجعت صفحہ ۱۲۱- قدیم شیعوں کو دنیاوی ثروت کی بڑی آرزو رہتی تھی یہانتک کہ ضرب المثل ہوگئی الشیعة تربي بالاماني - دیکھو توضیح المقال صفحہ ٤٦ مطبوعہ ایران

چہارم - شیخ معتمد حسن بن سلیمان نے منتخب البصائر میں روایت کی ہے جس میں امام صادق فرماتے ہیں کہ جسقدر آیات خدا نے قیام ساعت کے لیے قرآن میں فرمائی ہیں وہ سب کی سب امام قائم کے قیام کے بارے میں نازل ہوئی ہیں دیکھو رسالہ رجعت حدیث ہشتم صفحہ ۲۹- یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب امام قائم سب آیات متعلق قیامت کا مصداق ہیں تو جو آیات حسب اعتقاد شیعہ اثبات رجعت کے لئے ہیں ان کا مصداق کون ہوگا؟

نزاکت وعدہ دیدار اور وہ بھی قیامت پر * پھر اس پر صبر کرتا ہے دل امیدوار ان کا

پنجم - امام غائب کو موجب امان زمین لکھا گیا ہے جیسے کہ ستارے موجب امان آسمان ہیں- کتاب حق الیقین صفحہ ۱۳۳ در بیان غیبت آنحضرت - اس سے معلوم ہوا کہ امام قرب انقضاء آیات دنیا ہدایت سے یا تو فارغ البال ہو چکے ہیں اس عہدہ سے انکو دوسرے عہدہ پر منتقل کیا گیا ہے اور فراغت امامت سے ان کا علیحدہ ہو جانا بمنزلہ وفات کے ہے-

(۱۵) ایک حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام کی غیبت کی امتداد زیادہ سے زیادہ بقدر مدت بقائے نوح علیہ السلام تھا اپنی قوم میں چنانچہ لکھا ہے واللہ لو بقی فی غیبتہ ما بقی نوح فی قومه لم يخرج من الدنيا حتى يظهر فيملأ الارض قسطا وعدلا - اکمال الدین صفحہ ۱۹۶

مصنف اکمال الدین کا زمانہ چوتھی صدی ہجری ہے اور ائمہ کا زمانہ اس سے بھی پہلے کا ہے ان امام یا راوی یا مصنف مذکور کو اسوقت تو عمر نوح ایک عرصہ طویل اور مدت مدید معلوم ہوتی ہوگی اور اسکو یقین تھا کہ خواہ کچھ بھی ہو عمر نوح کے عرصہ تک یعنی ۹۵۰ کے اندر اندر تو ضرور امام ظہور فرما دینگے مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا-

اصل روایت میں بقائے نوح فی قومہ کا لفظ ہے اور جسکی تصدیق قرآن سے فلبث فی قومہ الف سنة الا خمسين سے کافی طور پر ہوتی ہے اور اس سے زیادہ عرصہ تجویز کرنے کی کسی ذی رائے و صاحب قیاس کو اجازت نہیں دیتی اب اصل حدیث کا ترجمہ ملاحظہ ہو

امام فرماتے ہیں قسم ہے خدا کی اگر امام قائم غائب رہی اتنا عرصہ بھی جتنا کہ نوح اپنی قوم میں رہے تو پھر وہ دنیا سے رخصت نہ ہونگے جب تک کہ ظہور نہ کریں اور زمین کو انصاف و عدل سے بھر پور نہ کر دیں اب چونکہ نوح والا عرصہ بھی گزر گیا اور امام نے ظہور نہ فرمایا تو ظاہر ہے کہ امام بقید حیات نہیں ہیں کیونکہ اگر زندہ ہوتے تو وہ ضرور ظہور فرماتے۔

(۱۶) تمام عقلی دلائل بھی اس عقیدہ کے منافی ہیں عقل کی فضیلت میں شروع اصول کافی میں ہی کئی احادیث ہیں۔ منجملہ

(۱) عن ابی عبد اللہ ع قال حجۃ اللہ علی العباد النبی والحجۃ فیما بین العباد وبین اللہ العقل صفحہ ۱۲ کتاب العقل

(۲) العقل دلیل المومن " صفحہ ۱۲ "

(۳) ان للہ حجتین حجۃ ظاہرۃ وحجۃ باطنۃ فاما الظاہرۃ فالرسل والانبیاء والائمۃ واما الباطنۃ فالعقول صفحہ ۱۰ "

نکتہ - ابن بابویہ نے لکھا ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین کبھی کسی امام سے خالی نہیں رہتی جو خدا کی طرف سے اسکی مخلوق پر حجت ہوتا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ امام ظاہر اور مشہور ہو۔ یا ترسناک پوشیدہ اما ظاہراً مشہوراً او خائفاً مغموراً۔ رسالہ ارشادیہ شرح اعتقادیہ ص ۲۹۹ دراصل یہ دوسری شق خائفاً مغموراً والی ہی عقیدہ غیبت امام کی جڑ ہے لیکن اس نمبر میں حدیث نمبر ۳ سے ظاہر ہے کہ رسل الانبیاء اور ائمہ ہمیشہ حجت ہائے ظاہرہ ہوتے ہیں۔ اور جو حجت کہ ظاہر نہیں باطن میں ہے وہ عقل ہے یہ بھی ایک دلیل واضح ہے بطلان عقیدہ غیبت امام و وفات امام غائب کی

(۱۷) کافی میں متعدد احادیث اس امر پر وارد ہیں کہ ہر ایک امر کو پھیرا جائے طرف قرآن اور سنت رسول اللہ کے اور جو حدیث مخالف قرآن ہو وہ جھوٹی ہے مثلاً

(۱) عن ابی عبد اللہ (امام صادقؑ) قال قال رسول اللہ ص ان علی کل حق حقیقۃ وعلی کل صواب نور فما وافق کتاب اللہ فخذ وہ وما خالف کتاب اللہ فدعوہ اصول کافی صفحہ ۳۹ کتاب العلم۔

(۲) ابا عبد اللہ ع - یقول کل شیء مردود الی الکتاب والسنۃ وکل حدیث

لا یوافق کتاب اللہ فہو زخرف " ص ٣٩ "

(٣) عن ابی الحسن موسیٰ (امام رضا) قال (راوی) قلت لہ کل شیٔ فی کتاب اللہ وسنۃ نبیہٖ او یقولون فیہ قال بل کل شیٔ فی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ " ٣٥ "

(٤) عن ابی جعفر (امام باقر) قال کل شیٔ خالف کتاب اللہ عز وجل رد الی کتاب اللہ وسنتہ -

اب قرآن میں دیکھیں تو کہا ہے کہ اللہ نے تمکو پیدا کیا پھر تم کو مار دیگا - اور تم میں سے بعض جو ارذل درجہ عمر تک لوٹائے جائینگے تاکہ سب کچھ جان بوجھکر پھر لاعلم سے کے لاعلم رہجائیں ارذل العمر کی میعاد میں اختلاف ہے فی المجمع عن النبی وامیر المومنین (علی) ھو خمس وسبعون سنۃ والقمی عن الصادق عن ابیہ اذا بلغ العبد مأۃ سنۃ فذلک ارذل العمر وفی الخصال مثلہ قال وقد روی ان ارذل العمر ان یکون عقلہ مثل عقل ابن سبع سنین تفسیر صافی سورہ نحل زیر آیت واللہ خلقکم ثم یتوفٰکم الخ اذا بلغ المأۃ فذلک ارذل العمر - فروع کافی کتاب الروضہ ص ٥٣

ظاہر ہے کہ امام غائب بعد نزول قرآن مجید تیسری صدی میں پیدا ہوئے ہیں اب قرآن تو اپنے مخاطبین سے کہتا ہے کہ جو تم میں سے ارذل عمر تک جیتے رہینگے - اسکے عوض میں اسی قدر وہ علم و عقل سے بے بہرہ کئے جائینگے اور ارذل عمر کی حد زیادہ سے زیادہ سو برس کتب شیعہ سے ثابت کی گئی ہو رسول پاک اور باقی اماموں میں سے کوئی بھی اس حد عمر تک زندہ نہیں رہا - پھر امام قائم و غائب کے لئے کسطرح ممکن ہے کہ وہ گیارہ سو برس سے زندہ ہوں اور انکی عقل و علم و حواس بدستور قائم ہوں

السّلام علیٰ خوق الجدید

"یہاں تک تو امام غائب کی وفات کے متعلق لکھا گیا - اب مضمون کا دوسرا حصہ شروع کیا جاتا ہے جس میں انشاء اللہ تعالیٰ کسی قدر تصدیق سلسلہ احمدیہ کی کتب شیعہ سے دکھائی جائیگی"-

۱- وفات مسیح

واضح ہو کہ سلسلہ احمدیہ وفات مسیح کا قائل ہے اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مھدی مسعود نے اس مسئلہ کو بڑی وضاحت سے اپنی تصانیف میں لکھا ہے پس اگر وفات مسیح کو تمام عقائد سلسلہ کا بنیادی عقیدہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا-

ثبوت وفات مسیح از کتب شیعہ (۱) ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں - در حدیث موثق از حضرت امام رضا منقول است کہ مشتبہ نہ شد امر کشتہ شدن و مردن احدے از پیغمبران و حجت ہائے خدا بر مردم بغیر از عیسیٰ ابن مریم زیرا کہ او را زندہ از زمین بالا بردند و روحش را در میان آسمان و زمین قبض کردند و چوں با آسمان رسید حق تعالیٰ روحش را بہ بدنش گردانید چنانچہ حق تعالیٰ فرماید انی متوفیک و رافعک الیّ و از حضرت عیسیٰ حکایت می نماید فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم پس ہر دو آیہ دلالت میکند بر وفات آنحضرت - بالفاظ حیات القلوب جلد اول صفحہ ۱۰۴ باب ۲۵

۲- عقیدہ فخر المحدثین محقق ابن بابویہ قمی - و مخالفان ما نقل کردہ اند کہ چوں حضرت قائم بیرون آید عیسیٰ از آسمان فرود آید و در عقب او نماز کند و نزول او بزمین زندہ شدن بعد از مرگ است زیرا کہ حق تعالیٰ فرمودہ انی متوفیک و رافعک الیّ - حق الیقین مجلسی بحوالہ اعتقادات ابن بابویہ - در بیان رجعت مطبوعہ ایران صفحہ ۱۴۳

نوٹ - ثبوت محاورہ رفع الی اللہ کے لئے دو موقع عجیب نکلے ہیں (۱) اصول کافی میں تقیہ کرنے والے کی فضیلت میں انہ من کانت لہ تقیۃ رفعہ اللہ یا حبیب (نام راوی) من لم تکن لہ تقیۃ وضعہ اللہ یا حبیب ص ۴۸۳ باب التقیۃ (۲) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کو ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے - حتی اذا دعا اللہ عز وجل نبیہ صلی اللہ علیہ

والیہ ورغبۃ الیہ ۔ فروع کافی کتاب الروضہ صلا

۲ ـ عدم رجوع موتی الی الدنیا ـ یعنی جو ایکدفعہ مر چکے ہیں وہ دوبارہ زندہ ہوکر دنیا میں نہیں آسکتے

(۱) وحرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون ـ فی الفقہ فی خطبۃ الجمعۃ لامیر المؤمنین (علی علیہ السلام) الم تروا الی الماضین منکم لا یرجعون والی الباقین منکم لا یبقون قال اللہ تعالیٰ وحرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون ـ تفسیر صافی سورۃ انبیاء صفحہ ۳۲ زیر آیت مذکورہ ـ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ میں جمعہ کے فرمایا کہ نہیں دیکھتے ہو تم طرف گئے ہوؤں کے اپنے میں سے کہ وہ تم میں پھر نہ آئینگے چنانچہ فرمایا خدا نے وحرام علیٰ قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون تفسیر عمدۃ البیان اردو مطبوعہ یوسفی دہلی صفحہ ۲۰۷۵

(۲) من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون ـ القمی (مراد مفسر تفسیر علی بن ابراہیم) قال البرزخ امرٌ بین امرین وھو الثواب والعقاب بین الدنیا والاخرۃ وھو قول الصادق ع واللہ ما اخاف علیکم الا البرزخ واما اذا صار الامر الینا فنحن اولیٰ بکم ـ وفی الکافی من الصادق ع انہ قیل لہ انی سمعتک وانت تقول کل شیعتنا فی الجنۃ علی ما کان منھم قال صدقتک کلھم واللہ فی الجنۃ قیل ان الذنوب کثیرۃ کبار فقال اما فی القیمۃ فکلکم فی الجنۃ بشفاعۃ النبی المطاع او وصی النبی ولکنی واللہ اتخوف علیکم فی البرزخ قیل وما البرزخ فقال القبر منذ حین موتہ الی یوم القیمۃ وفی الخصال عن السجاد (امام زین العابدین) انہ تلا ھٰذہ الاٰیۃ وقال ھو القبر وان لھم فیھا معیشۃً ضنکاً واللہ ان القبر لروضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النار ـ تفسیر صافی زیر آیت مذکور صفحہ ۳۶

مفاد آیت و تفسیر ائمہ اہلبیت سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا میں رجوع محال ہے ـ بلکہ موتی کو بعد مرگ برزخ یعنے قبر میں رہنا ہی اور وہاں عذاب سے ائمہ بھی نجات نہیں دلا سکتے اعمال نیک و بد کا ثمرہ قبر میں ہی شروع ہو جائیگا اور روز قیامت تک رہیگا اور نیز اسکی مؤید ہے حدیث من مات فقد قام قیامتہ دیکھو تفسیر صافی زیر آیت ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین پارہ اول

نوٹ ـ اس تفسیر ائمہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ برزخ یعنی قبر اور قیامت کے درمیان میں کوئی رجعت کا زمانہ

نہیں اور حدیث مندرجہ بالا سے ثابت ہوا۔ کہ مرنے کے ساتھ ہی قیامت شروع ہو جاتی ہے۔ پس یہ آیت اور حدیث صریح ناطق ہے اور ابطال عقیدہ رجعت کے۔ جب رجعت ہی نہیں تو پھر صاحب الرجعت یعنی چہ

۳۔ لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم (۱) حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا دعویٰ ہی کہ مسیح ابن مریم ہی مہدی ہے (۲) چونکہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں اور وفات انکی از روئے قرآن ثابت ہے اور وفات پاکر کسی بشر کا پھر دنیا میں آنا خلاف قرآن ہے اور ساتھ ہی چونکہ مسیح موعود کا قبل از قیامت دنیا میں مبعوث ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے (۳) لہذا وہ مسیح موعود و مہدی مسعود میں ہی ہوں۔

تصدیق۔ (۱) واضح ہو کہ کتب شیعہ میں مہدی موعود کے اسماء و القاب میں سے حسن اتفاق سے مسیح الزمان بھی ہی چنانچہ لکھا ہے مسیح الزمان اسم آنجناب است در کتاب فرنگیان۔ نجم ثاقب نمبر صد وسی وسیم صفحہ ۳۳۔ اور اس سے پہلے نمبر صد وسی ویکم میں ایک نام ماشع بھی لکھا ہے۔ اسکی بابت فرمایا ہے کہ:-

در ذخیرہ گفتہ کہ ایں اسم آنجناب است در توریت عبریہ نجم ثاقب ص ۳۳ یہی ماشع عبرانی اغلباً عربی میں مسیح ہے فہو المراد۔ جن انبیاء کا مہدی کو مظہر لکھا ہے انمیں عیسیٰ بھی ہیں چنانچہ لکھا ہے گوید (مہدی) ہر کہ خواہد نظر کند بآدم و شیث و نوح و سام و ابراہیم و موسیٰ و یوشع و عیسیٰ و شمعون پس نظر کند بمن کہ علم و کمال ہمہ بامن است حق الیقین صفحہ ۱۴۴۔ اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ جب مہدی خود مسیح اور مسیح الزمان ہے تو اسکے ساتھ خاص مسیح ابن مریم کی شمولیت و معیت لاحاصل ہے۔

(۲) ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں۔ بدانکہ احادیث خروج مہدی خاصہ و عامہ (شیعہ و سنی) بطرق متواترہ روایت کردہ اند کہ رسول خدا فرمود کہ بحق آں خداوندے کہ جانم در دست قدرت اوست کہ نزدیک است کہ نازل شود فرزند مریم کہ حاکم عادل باشد پس چلیپا ہائے نصاریٰ را بشکند و خوک ہا را بکشد و جزیہ برطرف کند ۔ ۔ ۔ ۔ پس گفت کہ چگونہ خواہید بود در وقتے کہ نازل شود۔ درمیان شما فرزند مریم و امام شما باشد یعنی مہدی ع۔

(۳) محقق ابن بابویہ کی فراست پر آفرین کہنی چاہیئے جس نے تمام دیگر علماء شیعہ سے منفرد ہو کر وفات مسیح ابن مریم کا اعلان کیا۔ لیکن تھوڑی سی غلطی کر گیا وہ یہ کہ نزول مسیح کو رجعت سے تعبیر کیا

حالانکہ رجعت قرآن سے ثابت نہیں۔ پس جو فیصلہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے یعنی یہ کہ مسیح ابن مریم کی آمد ثانی بروزی رنگ میں تھی وہی درست رہ جاتی ہے ورنہ تناسخ کا قائل ہونا پڑے گا وہو مردود۔

۴۔ اسمائے مہدی موعود۔ محمد[1] و احمد[2] و مہدی[3] ناطق و کشن[4] و داعی[5] منصور[6] فتح[7] ساعة[8] سید[9] الحق[10] الجدید۔ حجۃ[11] اللہ۔ صاحب[12] الزمان۔ قصر[13] شیدہ صاحب[14] الرجعت۔

(۱) حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں بروز محمد ہوں اور مصداق ہوں اس آیت کریمہ کا کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ تمام ادیان باطلہ جو ہیں ان میں سے بعض بالکل فراموش ہو چکے تھے اور بعض جو کہ بالکل مخفی تھے عرصہ سے سب اب ظاہر ہو گئے ہیں لیکن انکو مقہور و مغلوب کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ سوائے وجود مسعود حضرت مرزا صاحب کے نیز مہدی کا نام محمد صلے اللہ علیہ و آلہ دیکھو نمبر ۲ صدی سی و ششم نجم ثاقب صفحہ ۲۱

(۲) احمد تو آپ کا نام نامی تھا ہی اور اسی نام پر لوگوں سے بیعت بھی لیتے تھے اور جماعت کا نام بھی احمدیہ رکھا ہے علاوہ ازیں آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ قرآن میں عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی جس احمد کی پیشگوئی ہے وہ میں ہی ہوں ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ احمد نام کی تصدیق کے لئے دیکھو کتاب غایت المقصود "اسم او احمد است بحوالہ کتاب غیبت طوسی و بحوالہ اکمال الدین شیخ صدوق۔ برائے او دو اسم است اسمے مخفی و اسمے ظاہر اما اسمیکہ مخفی است پس احمد است صفحہ ۱۰۴ کتاب مذکور جلد ۲ مطبوعہ لاہور۔ یہاں اسم ظاہر سے مراد اغلبًا غلام احمد ہے

(۳) مہدی ناطق۔ ظاہر ہے کہ امام غائب حسب اعتقاد شیعہ مستور محمود و صامت ہیں۔ جناب علی کی خاطر تو وہ قرآن کو بھی کتاب صامت اور علی کو کتاب ناطق کہہ دیتے ہیں۔ اس دلیل پر کہ کتاب بذات خود نفع بخش نہیں ہو سکتی۔ جبتک اسکو کوئی سنانے والا اور مفسر عارف باللہ نہ ہو۔ لیکن اس زمانہ میں مسلمانوں کی بدبختی کا کیا علاج ہے کہ قرآن تو پہلے ہی سے صامت تھا جو امام ہے وہ بھی صامت ہو تفسیر صافی جزو ۲ صفحہ ۳۰۹

لیکن مرزا صاحب کی تصانیف کو دیکھو عربی و فارسی و اردو نظم و نثر حقائق و معارف و مواعظ کے دریا بہا دئیے ہیں۔ بعض خاص تصانیف اعجازی رنگ میں لکھی ہیں۔ جنکا جواب کسی مخالف

اسوقت تک نہیں بن پڑا۔ اب بھی کسی کو دعویٰ ہو تو مقابلہ میں آجائے امام مہدی ناطق لکم بروایت طوسی مع امام مہدی ظاہر ناطق منکم۔ نجم ثاقب صـ۲۵ غایت المقصود ج ۳ صـ۹۶

(۴) **کرشن** ۔ حضرت مرزا صا[illegible] ہنود پر اتمام حجت کرنیکے لئے اعلان فرمایا کہ وہ موعود کرشن جسکا تم کو انتظار ہے وہ میں ہوں میںنے بعض شیعہ سے سنا کہ وہ جناب مرزا صاحب کے اس نام پر تمسخر کرتے تھے۔ کہ کبھی مہدی بنتے ہیں کبھی مسیح کبھی کرشن۔ کرشن جو کہ ائمۃ الکفر میں سے تھا بھلا اسکے مثیل و ہمنام بننے میں کیا فائدہ دیکھا۔ ایسے صاحبان کو معلوم ہو کہ خود انکی کتابوں میں ایک جگہ لکھا ہے کہ بشن آنحضرت صلعم کا نام ہے دیکھو نجم ثاقب۔ "سید خلائق دو جہان بشن کہ بزبان ایشان نام رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ است" صفحہ ۲۵ زیر لقب خدا شناس نمبر چہل و ہشتم اور دوسری جگہ جناب علی علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ کتاب ہنود میں آپکا نام بشن تھا۔ "در کتاب ہندو واں بشن" تذکرۃ الائمہ صفحہ ۵۹ مطبوعہ ایران۔ اور جناب علی کے جو نو دو نہ نام اکثر لوگوں کی زبانی سنے ہیں۔ ان میں توصاف طور پر کرشن بھی انکو لکھا گیا ہے۔

(۵) **داعی** ۔ "آنجناب داعی است از جانب خداوند۔ خلائق را بسوے خداوند و انجام ایں دعوت را بآنجا رساند کہ نہ گذارد در دنیا دینے مگر دین جد بزرگوار خود صلی اللہ علیہ و آلہ و بوجود دعوت او ظاہر شود و صدق وعدہ صادق الوعد کہ لیظھرہ علی الدین کلہ، الخ" نجم ثاقب صـ۲۶ واقعات خود شاہد ہیں کہ یہ تعریف بتمامہ حضرت مرزا صاحب پر صادق آتی ہے جنھوں نے مشرق سے مغرب تک اپنی دعوت کا ڈنکا بجایا تمام جہان کے بادشاہوں کو تبلیغ نامے لکھے نہ کہ امام غائب پر جنھوں نے ابتک دعوت کا نام ہی نہیں لیا اور کسطرح لیتے جبکہ شیعہ مذہب میں دعوت ہدایت کرنا ہی ممنوع ہے چنانچہ اصول کافی میں ایک مستقل باب ہے جسکا عنوان ہے فی ترک دعاء الناس ایک حدیث میں آتا ہے۔ یا ثابت (نام راوی مخاطب امام صادق ع) مالکم و للناس کفوا عن الناس ولا تدعوا احداً الی امرکم پس داعی کے خطاب کا مستحق وہ ہے جو نہ صرف برائے نام بلکہ کام کرکے دکھلانے والا ہے۔ السلام علیک یا داعی اللہ نجم ثاقب صـ۲۶

(۶) **منصور** ۔ لقب امام دیکھو نمبر صد و سی و پنجم نجم ثاقب صـ۳۳ لیکن چونکہ امام غائب مستور و مغمور ہے اسواسطے وہ منصور نہیں اور جناب مرزا صاحب چونکہ اندرونی و بیرونی دشمنان دین پر غالب رہے اسواسطے اصل مستحق اس خطاب کے وہی ہیں۔ امام غائب کی زبانی ایک روایت لکھی ہے فرماتے ہیں کہ پدرم بمن وصیت نمود کہ منزل نگیرم از زمیں مگر جائیکہ از ہمہ جا مخفی تر و دور تر باشد بجہت پنہاں نمودن امر خود و محکم کردن

محل خود از مکائد اہل ضلال تا آنکہ میفرماید پدرم بمن فرمود برتو باد اے پسر من بملازمت جاہائے پنہان از زمین وطلب کردن دور نرید آں زیرا کہ از بہرائے ہر ولی از اولیائے خداوند دشمنے است مغالب وضدے است منازع غایت المقصود ج ۳ صفحہ ۷۹

(۷) فتح نمبر صد و نہم نجم ثاقب صفحہ ۳۰۔ "مرویست کہ در آیت شریفہ اذا جاء نصر اللہ الخ کہ مراد از فتح فتح قائم علیہ السلام است۔" یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا نظارہ مخلصین سلسلہ احمدیہ دیکھ چکے ہیں اور اب بھی بفضلہ تعالےٰ دار الامان قادیان میں موجود ہے۔ امام غائب کے حالات پر یہ لقب ہرگز چسپاں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کے ناموں میں سے ایک نام ہی طرید نجم ثاقب ۲۹ نمبر ہشتاد و ہفتم۔ اور دوسرا نام ہے مشرید غایت المقصود صفحہ ۷۸ ج ۳۔ دونوں کے معنے ہیں رانده شده۔ یعنی از بس خلق منکوس کہ نہ جنابش را شناختند و نہ قدر وجود نعمتش را دانستند۔ و نہ در مقام شکر گذاری و ادائے حقش بر آمدند۔ غایت المقصود ج ۳ صفحہ ۷۹

(۸) ساعۃ شصت و پنجم نجم ثاقب صفحہ ۲۷۔ از جناب صادق علیہ السلام مروی است کہ مراد از ساعۃ در آیت شریفہ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا و یسئلونک عن الساعۃ و عندہ علم الساعۃ و ھل ینظرون الا الساعۃ و ما یدریک لعل الساعۃ تا قولہ تعالےٰ الا الذین یمارون فی الساعۃ لفی ضلال بعید۔ در تاویل حضرت مہدی علیہ السلام است . . . . و مشابہت آنحضرت با ساعت از جہات بسیار است مثل آنچہ فرمود و مثل آمدن ہر دو بغتۃً و شراکت در علامات بسیار از خسف و مسخ و ظہور آتش و غیر آں و امتیاز مومن از کافر بسبب ہر دو و ہلاک جبارین و وقت قرار نہ دادن خداوند برائے آمدن آں۔

مثل او مثل ساعت یعنے روز قیامت است کہ پنہاں داشتہ خدائے تعالےٰ علم آنرا بر اہل آسماں ہا و زمین نمی آید مگر ناگاه و بیخبر۔ ختم شد عبارت نجم ثاقب صفحہ ۲۷۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو علامات آنحضرت صلعم نے قرب قیامت کے فرمائے ہیں وہ اسوقت تقریباً ظاہر ہو چکے ہیں۔ پس موجودہ وقت میں جو مدعی امامت و مہدویت ہے وہ حق پر ہے علامات قیامت کے لئے دیکھو تفسیر صافی میں زیر آیت فھل ینظرون الا الساعۃ ان تاتیھم بغتۃً فقد جاء اشراطھا۔ فی الخصال عن الصادق ع قال سئل رسول اللہ عن الساعۃ فقال عند ایمان بالنجوم

وتکذیب بالقدر۔ وفی الکافی عن الصادقؑ قال قال النبی من اشراط الساعۃ ان یفشو الفالج وموت الفجاءۃ۔ وفی روضۃ الواعظین عن النبیؐ ان من اشراط الساعۃ ان یرفع العلم ویظہر الجہل ویشرب الخمر ویفشو الزنا ویقل الرجال وتکثر النسآء حتی ان الخمسین امراۃ فیھن واحد من الرجال۔ والقمی عن ابن عباس قال حججنا مع رسول اللہ حجۃ الوداع فاخذ بحلقتہ باب الکعبۃ ثم اقبل علینا بوجھہ فقال الا اخبرکم باشراط الساعۃ فکان ادنی الناس منہ یومئذ سلمان فقال بلی یا رسول اللہ فقال ان من اشراط القیٰمۃ اضاعۃ الصلوٰۃ واتباع الشھوات والمیل مع الاھواء وتعظیم اصحاب المال وبیع الدین بالدنیا۔ فعندھا یذاب قلب المومن فی جوفہ کما یذاب الملح فی الماء مما یری من المنکر فلا یستطیع ان یغیرہ الخ صـ۱۷۷ تفسیر صافی

(۹) سیّد۔ شصت وششم نجم ثاقب صفحہ ۲۷۔ خداوند کریم نے حضرت مرزا صاحب کو اس خطاب سے بھی محروم نہیں رکھا۔ اسوقت پانچ لاکھ نفوس کے قریب آپکو اپنا سیّد مانتے ہیں۔ اللھم زد فزد۔ اور چونکہ آپ سادات دہلی کے داماد ہیں اسواسطے بھی سیادت میں بہرہ وافر ہے۔

(۱۰) الحق الجدید۔ جناب مرزا صاحب کو سب سے پہلے مجددیت کا منصب دیا گیا جس کا یہ مطلب ہے کہ دین اسلام جو ایک عرصہ سے مجموعہ مراسم واوہام بنگیا ہے اسکی تجدید کی جائے اور بعض ایسے معارف آپ پر کھولے گئے کہ ابتک کسی پر نہ کھلے تھے مثلاً وفات عیسےؑ تفہیم دجال و خر و شناخت یاجوج و ماجوج و تشریح دابۃ الارض وغیرہ۔ پس اس لحاظ سے آپ بوجہ احسن اس خطاب مستطاب کے مستحق ہیں جس کا ذکر بہ ذیل نمبر سی و نہم نجم ثاقب صفحہ ۲۸ وغایت المقصود صـ۶۹ ج ۳ پر ہے۔ السلام علی حق الجدید۔

(۱۱) حجۃ اللہ۔ سی و ہشتم نجم ثاقب صـ۲۷ ظاہر ہے کہ اس خطاب کا مستحق وہ امام ہے جو حسب دستور انبیاءؑ و رسل مخلوق پر ظاہر ہوکر اتمام حجت کرے اور جو اسکے مخالف ہوں۔ انکو خدا معذب کرے [illegible] ان پر اپنے انعام واکرام و برکات نازل کرے۔ سو الحمد للہ کہ ایسا مستحق بھی ہمارے امام مسیح موعود نکلے ہیں نہ وہ امام غائب جس کے وجود کا اثبات ہی مشکل و محال ہو رہا

ہے۔ آگے یاد رہے کہ خداتعالے نے دو قسم کی حجتیں پیدا کی ہیں ایک حجت ظاہرہ اور وہ انبیاء و رسول و امام ہوتے ہیں۔ دوسری حجت باطنہ اور وہ عقل ہے اصول کافی صفحہ ۔ بظاہر اسباب بھی دنیا میں نقلی کا رہنمائے ہدایت ہونا و مانع غوایت ہونا ہر شخص کو مسلم ہے لیکن امام غائب کو سوائے امامیہ کے کوئی جانتا بھی نہیں پس وہ حجت اور حجۃ اللہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

(۱۲) صاحب الزمان بمفاد و بحکم نجم ثاقب صفحہ ۲۵ ۔ یہ ... حضرت مرزا صاحب پر چسپاں ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ آپکی بعثت ایسے زمانہ میں ہوئی ہے جس کے حالات بابت بعنوان فصل فی الزمان احادیث میں مروی ہیں جیسے کہ آگے معلوم ہوگا پس جب زمانہ وہی زمانہ ہے تو صاحب الزمان وہی ہوگا جو اسوقت مدعی امامت ہے نہ کوئی اور

فصل فی الزمان۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یاتی علی الناس زمان وجوھھم وجوہ الآدمیین وقلوبھم قلوب الشیاطین کامثال الذئاب الضواری سفاکون للدماء لایتناھون عن المنکر فعلوہ عن تابعتھم ارتابوک وان حدثتھم کذبوک وان تواریت عنھم اغتابوک السنۃ فیھم بدعۃ والبدعۃ فیھم سنۃ والحلیم بینھم غادر والغادر بینھم حلیم والمومن فیما بینھم مستضعف والفاسق فیما بینھم مشرف ...... فعند ذلک یحرمھم اللہ قطر السماء فی اوانہ وینزل فی غیر اوانہ ویسلط علیھم شرارھم ... فیدعوا اخیارھم فلا یستجاب لھم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان بطونھم آلھتھم ونساؤھم قبلتھم ودنانیرھم دینھم وشرفھم متاعھم لا یبقی من الایمان الا اسمہ ومن الاسلام الا رسمہ ومن القرآن الا درسہ مساجدھم معمورۃ وقلوبھم خراب عن الھدی علماءھم شر خلق اللہ علی وجہ الارض حینئذ زمان اربع خصال جور من السلطان وقحط من الزمان وظلم من الولاۃ والحکام۔ فتعجب الصحابۃ وقالوا یارسول اللہ ایعبدون الاصنام قال نعم کل درھم عندھم صنم ...... قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سیاتی زمان علی امتی یفرون من العلماء کما یفر الغنم عن الذئب فاذا کان کذلک ابتلاھم اللہ تعالی بثلاثۃ اشیاء الاول یرفع البرکۃ من اموالھم والثانی سلط

اللّٰہ علیہم سلطاناً جائراً - والثالث یخرجون من الدنیا بلا ایمان الیٰ آخرہٖ فصل ۸۰ کتاب جامع الاخبار ابن بابویہ

(۳) قصر مشید - الامام الناطق تفسیر صافی سورۂ حج زیر آیت و بئر معطلۃ و قصر مشید تفسیر اہلبیت کرام میں لکھا ہے کہ بئر معطلۃ (بیکار کنواں) سے مراد امام صامت ہے اور قصر مشید (مضبوط محل) سے مراد امام ناطق چونکہ شیعوں نے امام غائب کو بئر معطلۃ سے موسوم و ملقب کیا ہے دیکھو نجم ثاقب بست دیکم بئر معطلۃ صـ۲۲ و اصول کافی صفحہ ۲۶۹ و غایۃ المقصود ج ۲ صفحہ ۸۷ - اسواسطے میں مرزا صاحب کو بلحاظ آپ کے ظہور و علو منصب و آثار باقیہ و براہین ثابتہ شیعوں کی تقلید میں بئر معطلۃ نہیں بلکہ قصر مشید سے ملقب کرونگا خصوصاً اسلیئے کہ آپ امام ناطق تھے

(۴) صاحب الرجعت - ہفتاد و دوم نجم ثاقب صفحہ ۲۸ - رجعت سے مراد رجعت موتی الی الدنیا نہ لی جائے بلکہ رجوع کفار الی الحق لیجائے تو مضائقہ نہیں یا رجعت دین لی جائے کمال بعد غربت کے کیونکہ رجعت موتی الی الدنیا کا بطلان تو اوپر ہو چکا ہی سو رجوع کفار الی الحق کا نظارہ بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں موجود ہے - اب تک کئی ہندو - آریہ و عیسائی و سکھ احمدی مسلمان ہو چکے ہیں - اور ولایت میں بھی تبلیغ کا کام جاری ہے اور دین کی غربت بھی ظاہر ہے محقق ابن بابویہ غالباً ۳۳۰ھ میں فوت ہوا ہے وہ مشہور حدیث بدء الاسلام غریباً و سیعود غریباً کا اپنے زمانہ کو مصداق ٹھہراتا ہے حالانکہ اسوقت بھی سلاطین اسلام کا دور دورہ تھا - اور اسکے بعد کئی خاندان مدتوں تک برسر حکومت رہے اسکے الفاظ یہ ہیں فقد عاد الاسلام کما قال علیہ السلام غریباً فی ھذہ الزمان کما بداء و سیقوی بظہور ولی اللّٰہ و حجتہٖ کما قوی بظہور نبی اللّٰہ و رسولہٖ و تقر بذلک اعین المنتظرین لہٗ والقائلین بامامتہٖ کما قرت اعین المنتظرین لرسول اللّٰہ والعارفین بہٖ بعد ظہورہٖ اکمال الدین صـ۱۱

۵ - مولد مسیح موعود و مہدی مسعود - خروج آنحضرت از قریہ ایست کہ آں را کرعہ میگویند نجم ثاقب صـ۲۸۴ و صـ۳۲۵ - شیعوں سے اس نام کا گاؤں بھی اب تک معلوم نہیں ہو سکا لیکن تھوڑے تغیر حروف سے کرعہ کدعہ بن سکتا ہے اور ممکن ہے رواۃ نے بجائے حرف د کے ر سمجھ لیا ہو اور در اصل د ہی ہو - اور کدعہ او قادی بالکل قریب الصوت ہیں - عام لوگ قادیان کو قادی

ہی کہتے ہیں جو کہ مولد ہے حضرت مسیح موعود کا

٦۔ مفتری کو مہلت نہیں ملتی ۔حضرت مرزا صاحب نے اس نکتہ کو لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین پ ٢٩ سورہ حاقہ۔ سے بجبل فراست خداداد مستنبط فرمایا ہے اور حسن اتفاق سے اسکی تائید ایک حدیث اہلبیت سے بھی ہوتی ہے ولید بن صبیح قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان ھذا الامر لا یدعیہ غیر صاحبہ الا بتر اللہ عمرہ اصول کافی کتاب الحجۃ باب من ادعی الامامۃ ولیس لھا باھل صفحہ ٢٣٦

ترجمہ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ تحقیق اس امر (مہدویت) کا سوائے اس صاحب کے کوئی مدعی نہیں ہوگا مگر یہ کہ خدا تعالےٰ اسکی عمر کو تباہ کر دیگا۔ پس یہ دلیل نہایت قوی ہے اور صحت دعویٰ امامت حضرت مرزا صاحب کے کیونکہ تاریخ شیعہ شاہد ہے کہ جسقدر امام زادوں نے دعوے امامت کے کئے اور سلاطین زمانہ کے خلاف خروج کئے ہیں وہ سب کے سب تھوڑی ہی مدت کے اندر یا تو قتل کیے گئے ہیں یا مصلوب۔ ان سب کا حال کسی قدر تفصیل کیساتھ کتاب مجالس المومنین میں موجود ہے جس کا ایراد یہاں پر موجب طوالت ہے۔ فمن شاء فلیرجع الیہ۔

٧۔ مرزا صاحب معصوم تھے ۔شیعہ کے نزدیک عصمت خصوصیات و مستلزمات امامت حقہ میں سے ہے۔ اب تعریف معصوم کی عرض کیجاتی ہے۔ المعصوم ممتنع من جمیع محارم اللہ کما جاءت بہ الروایۃ۔ وعن علی بن الحسین الامام منا لا یکون الا معصوما ولیست العصمۃ فی ظاھر الخلقۃ فتعرف قیل فما معنی المعصوم قال المعتصم بحبل اللہ وحبل اللہ ھو القرآن لا یفترقان الی یوم القیمۃ والامام یھدی الی القرآن والقرآن یھدی الی الامام وذلک قولہ تعالیٰ ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم۔ کتاب مجمع البحرین زیر لفظ عصم مطبوعہ ایران صفحہ ٥٢٦ نیز تفسیر صافی زیر واعتصموا بحبل اللہ

ماحصل اسکا یہ ہے کہ معصوم وہ ہی جو تمام محرمات شرعیہ سے بچا ہوا ہو۔ اور بقول جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے سب امام معصوم ہیں لیکن اس سے مراد کوئی ظاہری یا جسمانی عصمت نہیں ہے۔ جس سے شناخت کی جائے بلکہ معصوم وہ ہی جو حبل اللہ کو مضبوط پکڑے ہوئے ہو اور حبل اللہ سے مراد قرآن ہی الحمد للہ کہ یہ تعریف معصوم کی زبان فیض ترجمان سے ہے وہ حضرت مرزا صاحب مرحوم و مبرور پر

بالنص صادق آتی ہے۔

۸- ذکر بعض علامات قرب قیامت جو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ امامت کی تصدیق کرتے ہیں اور جنکو حضرت صاحب نے اپنی صداقت کے لئے بطور گواہ کے پیش کیا ہے۔

(۱) دجال۔ تفسیر قمی میں زیر آیت ولنذیقنّھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون صـ۲۱ لکھا ہے ان عذاب الادنی عذاب القبر قال الاکثر فی الروایۃ عن الباقر والصادق ان العذاب الادنی الدابۃ والدجّال۔ سورہ سجدہ یعنے عذاب ادنیٰ سے مراد عذاب قبر ہے اور نیز اکثر روایات مرویہ امام باقر و صادق سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب ادنیٰ یعنے جو عذاب کہ قیامت والے عذاب اکبر سے ورے ہے وہ دابہ اور دجال کے ذریعہ ہوگا۔ اس موقعہ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ عذاب ادنیٰ سے مراد عذاب الرجعۃ بالسیف ہی لیکن چونکہ رجعت ثابت نہیں اسواسطے دابہ اور دجال کا عذاب یقینی ہی اور یہ ہر دو علامات قرب قیامت میں سے ہیں۔

اب دجّال کی کیفیت جہانتک کتب شیعہ سے دیکھی گئی مفصّل نہیں بلکہ مجمل ہے۔ مثلاً جناب علی علیہ السلام سے حضرت سوبان نے دریافت کیا کہ دجال کا ظہور کب ہوگا تو آپنے فرمایا:۔ کہ این علمے است از اسرار مخفیات و شاید رخصت اظہار آن نہ باشد اما آنرا نشانہا و علامتہا است کہ ہمہ متصل بہم است فوت کردن و سہل داشتن نماز و برطرف شدن امانت و رواج یافتن و حلال دانستن دروغ و افترا (پولیٹیکس) و فروختن دین بدنیا و قطع صلہ رحم نمودن و ربا خوردن و تابع ہوا شدن ۔ ۔ ۔ امرا فاجر شوند و وزرا ظالم گردند و علماء خیانت پیشہ کنند ۔ ۔ ۔ علانیہ فجور نمایند و ظاہر شود شہادت زور و منارہا بلند شود و مسجدہا کنگرہ دار گردد و مصحف ہا حلی و حلل بہم رسانند و بہتان شائع شود و اثم و طغیان رونق گیرد و سفہائے نماز دہم و بہم پیوستہ باشد۔ اما دلہا از ہم متفرق و دور بود و نقض عہد را سہل شمارند و خلف وعدہ را سہل گیرند و شریک باشند۔ با زنان شوہران در تجارت بجہت حرص بر دنیا و آوازہائے فاسقان بلند باشد ۔ ۔ ۔ زنان بمردان مانند شوند (جیسے کہ پارلیمنٹ میں شامل ہونیکے لئے انگلستان کی عورتوں نے مردوں کے دوش بدوش اپنے حقوق قائم کرانے پر صدائے احتجاج بلند کی) و مردان بزنان تشبیہ جویند۔ زنان چوں مردان بر زینہا سوار شوند و از زین ہا گردند ۔ ۔ ۔ ۔

عمل دنیا را بر آخرت ترجیح دہند و اختیار نمایند گرگاں باشند پوست میش پوشیدہ دلہا از مردار بدبوتر و از صبر تلخ تر پس بر شما است کہ از ان قسم بندہ گار خود را از میاں بجنارے کشیدہ۔ تذکرۃ الائمہ مطبوعہ ایران صفحہ ۱۸۵ و اکمال الدین باب ۵ حدیث الدجال و عین الحیات مجلسی و کتاب الجرائح والخرائج وغیرہ۔ اسی روایت میں اسکی ایک علامت یخوض البحر بھی لکھی ہے جسکا ترجمہ عین الحیات میں ہے بعد دریا ما رود۔ اور پھر خر دجال کے ذکر میں ہے تحتہ حمار احمر خطوۃ حمارہ میل تطوی لہ الارض منہلاً منہلاً × × ینادی باعلیٰ صوتہ یسمع ما بین الخافقین من الجن والانس والشیاطین مجلسی نے ترجمہ کیا ہے ہر گامش یک میل باشد و زمین زیر پائش پیچیدہ شود الخ

مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ سوائے مکہ و مدینہ کے وہ تمام زمین پر پھر جائیگا لا یبقی سہلاً من الارض الا وطئہ الا مکۃ والمدینۃ۔

حضرت مرزا صاحب نے اسکی نہایت مفصل تشریح فرمائی ہے جو آپکی تصانیف میں موجود ہے اور قرار دیا ہے کہ دجال سے مراد قوم نصاریٰ ہے اور خر دجال سے مراد ریل ہے اسی ریل اور جہاز کے ذریعے قوم نصاریٰ کا تسلط روئے زمین پر عالمگیر ہو گیا ہے اگر علامات مذکورہ بالا پر غور کیا جائے تو حضرت صاحب کا یہ اجتہاد بالکل حق بجانب ہے کیونکہ اس زمانہ میں وہ تمام علامات ظاہر ہو چکی ہیں جو ظہور دجال سے مخصوص تھیں اگر یہ نصاریٰ اس سے مراد نہیں تو بڑی مشکل پیش آتی ہے کیونکہ دوسری کوئی قوم اسوقت ان علامات سے متصف پائی نہیں جاتی پس اس حقیقت سے انکار کرنا گویا بدیہات سے انکار کرنا ہے

۲۔ **دابہ**۔ واضح ہو کہ کتب شیعہ میں دابہ کی تشریح تین قسم پر مذکور ہے ایک تو موافق اہلسنت کے ہے دوسرے جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں ہوں دابۃ الارض۔ دیکھو تفسیر عمدۃ البیان اردو صفحہ ۵۱۰ تفسیر صافی زیر آیت اخرجنا لہم دابۃ من الارض صفحہ ۷۷ تیسرے امام مہدی کو بھی دابۃ الارض سے موسوم کیا گیا ہے دیکھو نجم ثاقب پنجاہ و چہارم ص ۲۶ و غایۃ المقصود ج ۳ صفحہ ۷۷

لیکن حضرت مرزا صاحب نے اس دابہ سے مراد طاعون کا کیڑا لیا ہے اور اسی تناسب سے تکلم کے معنی جہاں دوسروں نے کلام کرنیکے لئے ہیں حضرت صاحب موصوف دیگر ورنے کاٹنے کے لئے

ہیں بعض علماء اہلسنت نے اسکو خلاف لغت عرب غلط ظاہر کیا ہو ممکن ہو کہ کوئی شیعہ عالم بھی غلط ٹھہرائیں
اسواسطے ایسوں کی تسلّی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ مفسّر صادق نے اسی لفظ کی تفسیر میں لکھا ہو وقرئ تکلمھم
بالتخفیف من الکلام بمعنی الجرح

ظاہر ہے کہ یہ تفسیر پہلی مردود تفاسیر سے معنی خیز و برمحل و چسپاں ہو خصوصاً اسواسطے کہ عذاب الادنیٰ کے مفہوم و مفاد کو خوب ظاہر کرتی ہو فہو المراد

۳- یاجوج وماجوج - تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ دونوں قبیلوں کے نام ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے اور یہ کہ یاجوج در اصل ترک ہیں اور ماجوج پہاڑی لوگ ہیں اصل عبارت یہ ہو

قیل ھما قبیلتان من ولد یافث بن نوح وقیل یاجوج من الترک وماجوج من الجبل وفی العلل عن الھادی جمیع الترک والتقالب ویاجوج وماجوج والصین من یافث زیر آیت قالوا یا ذا القرنین ان یاجوج وماجوج الخ سورہ کہف ص۱۱

مجمع البحرین میں ہے یاجوج وماجوج یھمزان ولا یھمزان فمن ھمز ھما جعلھما مشتقین من اجیۃ البحر وشدۃ وقوۃ ومنہ اجیج النار وھو توقدھا وحرارتھا سموا بذٰلک لسغتھم واکثرتھم وقیل ھم ولد یافث بن نوح وعن الضحاک ھم من الترک وفی الخبر عنہ ع . . . . یشربون انھار المشرق یمنعھم اللّٰہ من مکۃ والمدینۃ وبیت المقدس . . . . وعن بعض المؤرخین یاجوج وماجوج امتان عظیمتان - وفی بعض الاخبار ان یاجوج وماجوج اثنان وعشرون قبیلۃ وقبیلۃ واحدۃ منھا کانت خارج السد لما ردمہ ذو القرنین فامرھم بترکھم خارج السد فلذلک سموا ترکا فقال القوم لذی القرنین ھل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینھم سدا الخ زیر لفظ لجج ص۱۵۲ و ص۱۵۳

پھر سورہ انبیاء میں جہاں آیت آئی ہے تفسیر صافی میں لکھا ہو القمی قال اذا کان فی آخر الزمان خرج یاجوج وماجوج الی الدنیا ویاکلون الناس زیر آیت حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج ص۳۲

باوجود ایسی تصریحات کے کسی عالم سنی یا شیعہ کو جرأت نہیں پڑتی تھی کہ کسی نوع انسانی یا کسی قوم کو یاجوج و ماجوج سے نامزد کرسکیں سوائے حضرت مسیح موعود سلام اللہ علیہ و علی اتباعہ کے کہ انہوں نے

بزبانے تفہیم ربانی دو قوموں کو ان اسمار سے جو صفاتی ہیں نامزد کیا اور خدا کے فضل سے خود بائیبل و کتب تاریخ انگریزی سے بھی اسکی تصدیق ہوگئی۔

۴۔ **کسوف و خسوف در ماہ رمضان** عن بدر بن خلیل الاسدی قال کنت جالساً عند ابی جعفر علیہ السلام فقال ایتان تکونان قبل قیام القائم علیہ السلام لم تکونا منذ ھبط آدم علیہ السلام الی الارض تنکسف الشمس فی النصف من شھر رمضان والقمر فی آخرہ فقال رجل یا ابن رسول اللہ تنکسف الشمس فی آخر الشھر والقمر فی النصف فقال ابو جعفر علیہ السلام انی اعلم ما تقول ولکنھما ایتان لم تکونا منذ ھبط آدم علیہ السلام۔ فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضۃ صـ۱۱

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدی کے قیام سے پہلے دو نشان ظاہر ہونگے کہ آدم کے زمین پر آنے سے لیکر آجتک ظاہر نہیں ہوئے وہ یہ کہ سورج کو گہن لگیگا نصف ماہ رمضان میں اور چاند کو آخر میں اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ اے بیٹے رسول اللہ کے دستور تو یہ ہے کہ سورج کو آخر مہینہ میں گہن لگتا ہے اور چاند کو نصف ماہ میں تو فرمایا امام باقر علیہ السلام نے کہ بیشک ہم اسکو خوب جانتے ہیں جو تم کہتے ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں نشانات ایسے ہیں کہ ہبوط آدم سے اب تک ایسے نہیں ہوئے۔ ایسی ہی ایک حدیث اکمال الدین میں بھی ہے جس میں شہر رمضان کا ذکر تو نہیں مگر آخر حدیث میں یہ الفاظ مولف کی اپنی طرف سے بڑھائے گئے ہیں فعند ذلک یسقط حساب المنجمین یعنے یہی وقت ہوگا کہ منجمین کا حساب غلط ٹھہرایا جائیگا۔ مگر نظام قدرت اور قانون الٰہی یعنی قرآن پر نظر کیجائے تو یہ سلسلہ اسی دستور پر جاری رہتا ہے اور رہنا ہے اور اس میں کسی قسم کا تغیر ممکن نہیں لیکن سیدھی راہ یہ ہے کہ حدیث کا جو حصہ مطابق قرآن و قانون قدرت ہے اسکی تصدیق کرکے باقی کو حوالہ بخدا کیا جائے جیسے کہ امام محمد باقر کے اپنے الفاظ سے مترشح ہے جو اس شخص معترض کے جواب میں فرمائے۔

حضرت مرزا صاحب نے اس حدیث کی عجیب تشریح فرمائی ہے جس سے الفاظ حدیث کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے اور مطلب بھی پیدا ہو جاتا ہے وہ یہ کہ جن تاریخوں میں عموماً سورج گہن ہوتا ہے یعنی ۲۷-۲۸-۲۹- اسکی درمیانی تاریخ لے لی جائے اور جن تاریخوں میں چاند گہن ہوتا ہے یعنے ۱۱-۱۲-۱۳

انکی آخری تاریخ۔

اور واضح ہو کہ یہ گہن ٹھیک ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ میں ۱۳ و ۲۸ کو واقعہ ہو چکے ہیں۔ اور حضرت نے اپنی تصدیق پر ان سے استدلال فرمایا ہے۔

۵۔ طاعون۔ کتاب اکمال الدین میں لکھا ہے عن سلیمان بن خالد قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول قدام القائم موتان موت احمر و موت ابیض حتیٰ یذھب من کل سبعۃ خمسۃ فالموت الاحمر السیف والموت الابیض الطاعون دیکھو ب۱۷ ص ۳۶۹

واضح ہو کہ عام طور پر ہندوستان میں طاعون پھوٹنے سے پہلے حضرت صاحب کو الہام ہوا تھا اور جو تباہی مابعد میں اس عالمگیر مرض سے تمام اطراف ملک میں پھیلی اسکا نظارہ پہلے ہی سے دکھلایا گیا تھا۔ اور آپ نے اشتہار دیدیا تھا کہ وقت ہے توبہ کر کے اپنے مولیٰ کو راضی کر لو۔ ورنہ پیچھے پچھتاؤ گے سو طاعون تو ایک مدت سے پھوٹی ہوئی ہے اور رہی موت تلوار سے سو وہ طاعون سے پہلے کی علامت ہے وہ بھی اغلباً پوری ہو چکی ہے خواہ بذریعہ تلوار کے خواہ بذریعہ توپ و تفنگ کے۔ تفسیر صافی میں مرض فالج اور اموات ناگہانی کو اشراط الساعۃ میں شمار کیا ہے قال النبی من اشراط الساعۃ ان یفشو الفالج و موت الفجاءۃ زیر آیت فھل ینظرون الا الساعۃ پ۲۶ سورہ محمد

۶۔ فساد ایران و فساد عثمانیہ۔ علقمہ بن قیس سے روایت ہے کہ فساد دولت عثمانیہ و سلطنت کسرویہ و اضمحلال دین اسلام کو علائم قریبہ ظہور مہدی آخر الزمان سے بیان فرمایا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ خاندان کسریٰ مدت ہوئی تباہ ہو چکا۔ یہاں سلطنت کسرویہ سے دولت ایران مراد ہے بعینہ منقول از رسالہ البرہان لاہور جلد ۲ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۶۲۔ حضرت مرزا صاحب نے دولت عثمانیہ کے بارے میں برسوں پہلے اس اشتہار میں ذکر فرما دیا تھا جو حسین کامی ترکی سفیر کے چند روزہ اقامت قادیان کے بعد آپ نے شائع فرمایا۔ اسوقت سلطان عبد الحمید خان حکمراں تھے۔ جو بعد کو ینگ ٹرکش پارٹی کے فساد عظیم کا شکار ہو گئے اور ایران کے متعلق بھی آپکا یہ الہام عرصہ سے مشتہر ہو چکا تھا ۔ تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد۔ اسوقت ایران میں تزلزل دولت کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ مگر بعد کو جو اس ملک کی درگت بنی ہے وہ اخبار بین دنیا سے مخفی نہیں۔

اسکے بعد بعض خاص شبہات کا جواب عرض کیا جاتا ہے جو اکثر شیعہ صاحبان کے دل میں اغلباً خطور کریں گے۔

شبہ اوّل۔ یہ کہ شرف امامت و مہدویت تو خاندانِ نبوت کے ہی شایان تھی یہ کس طرح تسلیم کیا جائے کہ انکے سوا بھی کوئی شخص امامت کی اہلیت رکھ سکتا ہے اور اس فضیلت میں انکا شریک ہو سکتا ہے۔

جواب۔ ہمکو اس امر حق سے انکار نہیں کہ سرچشمۂ ہدایت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ ہیں اور اہلبیت کرام کو بھی اسی سرچشمہ سے فیض پہنچا اور دوسروں کو بھی اور نہ ہمکو اس سے انکار ہے کہ جناب علی سے لیکر مہدی علیہ السلام تک جو بارہ امام ہوئے ہیں وہ اپنے اپنے وقتوں میں بیشک امت کے رہنما و ملت کے پیشوا تھے لیکن ہدایت و امامت کو انہی تک محدود کرنے کے لئے کوئی زبردست دلیل منقول و معقول نظر نہیں آتی۔

یہ ایک نہایت معرکۃ الآرا بحث ہے مگر چونکہ طوالت سے ڈرتا ہوں اسواسطے نہایت مختصر آمیں انشاءاللہ دو تین ثبوت اس کے عرض کر دیتا ہوں۔

۱۔ ائمہ کی شان امامت میں سے لکھا ہے کہ وہ متوسّمین یعنے غور کرنے والے ہوتے ہیں۔ قال امیر المومنین فی قوله عزّ وجلّ انّ فی ذٰلك لاٰيةً للمتوسّمين۔ قال کان رسول اللہ المتوسّم و انا من بعدہ و الائمة من ذرّیتی المتوسّمون۔ اصول کافی صفحہ ۱۳۳ باب ان المتوسمین فی کتابہ تعالیٰ ھم الائمہ کتاب الحجة

اور سلمان فارسی کی نسبت بھی لکھا ہے سمعت ابا جعفر ع یقول کان سلمان من المتوسمین رجال کشی مطبوعہ بمبئی ص ۹ ترجمہ سلمان فارسی

(۲) ائمہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ محدث ہوتے ہیں۔ ان اوصیاء محمد علیه و علیہم السلام محدثون الائمة علماء صادقون مفهمون محدثون۔ اصول کافی باب ان الائمہ محدثون مفهومون صفحہ ۱۶۶

اور سلمان کی نسبت بھی لکھا ہے عن ابی جعفر قال کان علی ع محدثاً و کان سلمان محدثاً رجال کشی صفحہ ۹ و صفحہ ۱۳

۳۔ ائمہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ اسم اعظم کو جانتے ہیں ونحن عندنا من الاسم الاعظم اصول کافی باب ما اعطی من الائمۃ من اسم اللہ الاعظم صنۃ۔ اور سلمان کی نسبت بھی لکھا ہے کہ عن ابی بصیر قال سمعت ابا عبد اللہ ع یقول سلمان علم الاسم الاعظم رجال کشی ص ۹

۴۔ امامت اہلبیت کے لیے مخصوص ہے مگر سلمان فارسی کو بھی آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہے ان سلمان منا اھل البیت رجال کشی ص۱!

۵۔ ائمہ کو باب اللہ یعنی خدا کے دروازے کہا گیا ہے قال ابو عبد اللہ ع الاوصیاء ھم ابواب اللہ عزّ وجلّ یوتی منھا۔ اصول کافی باب ان الائمۃ خلفاء اللہ عزّ وجلّ فی ارضہ وابوابہ التی منھا یوتی صفحہ ۱۱۵۔ اور سلمان کو بھی باب اللہ کہا گیا ہے۔ ان سلمان باب اللہ فی الارض من عرفہ کان مومناً ومن انکرہ کان کافراً۔ و ان سلمان منا اھل البیت رجال کشی ص۱!

ان سب احادیث سے ثابت ہو گیا کہ سرچشمہ نبوت کا فیض صرف اپنے اہل بیت تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ان کے غیر پر بھی ہے۔

شبہ دوم۔ مانا کہ سلمان فارسی کو اہلبیت و محدث و متوسم کے قابل فخر خطاب دیئے گئے لیکن کیا سلمان کے سوا بھی کسی کے حق میں اس قسم کے القاب و اوصاف مروی ہیں

جواب۔ ہاں سلمان کے سوا بھی مروی ہیں مثلاً

(۱) امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ حسن الوشا کو فرمایا تھا ابن نوح کا ذکر کرتے ہوئے بعد ذکر کرنے آیت قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔ کذا من کان منا لم یطع اللہ فلیس منا وانت اذا اطعت اللہ فانت منّا اھل البیت یعنی اسی طرح جو کوئی خدا کا فرمانبردار نہ ہو خواہ ہم میں سے ہو لیکن وہ ہم میں سے نہیں ہے اور تو ہی (اے حسن الوشا) اگر خدا کا فرمانبردار ہو تو تو اہلبیت میں سے ہے۔

واضح ہو کہ یہ ذکر امام موصوف نے اپنے سگے بھائی زید پر جو کہ تاریخ میں زید النار کر کے مشہور ہیں عتاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ دیکھو ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم مطبوعہ ایران صفحہ ۴۱

۲۔ تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ جب آیت یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم
نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یہ کون لوگ ہونگے یا رسول اللہ! اسوقت سلمان آپ کے پہلو
میں بیٹھے تھے آپ نے سلمان کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا فقال ھذا وقومہ والذی نفسی
بیدہٖ لو کان الایمان منوطا بالثریا لتناولہ رجال من فارس یعنے آپ نے فرمایا
کہ وہ لوگ یہ سلمان اور اسکی قوم ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری
جان ہے کہ اگر ایمان (دنیا سے اٹھکر) ثریا پر جا پہنچیگا تو فارس کے لوگ اسکو پھر دنیا میں لے
آئینگے۔ دیکھو تفسیر صافی آخر سورہ محمدؐ صفحہ ۱۷۹

۳۔ پھر اسی تفسیر میں زیر آیت و آخرین منہم لما یلحقوا بہم لکھا ہے قیل وہم الذین
جاءوا بعد الصحابۃ الی یوم الدین فان دعوتہ و تعلیمہ یعم الجمیع وفی المجمع عن
الباقر ع ہم الاعاجم ومن لا یتکلم بلغۃ العرب قال وروی ان النبی ص قرا ھذہ
الآیۃ فقیل لہ من ھؤلاء فوضع یدہ علیٰ کتف سلمان رض وقال لو کان الایمان
بالثریا لنالہ رجال من ھؤلاء تفسیر صافی سورہ جمعہ صفحہ ۳۱۳

اسجگہ یہ یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحب بھی فارسی النسل تھے اور انہوں نے اس امر کو اپنی
کتابوں میں ظاہر فرمایا ہے۔

۴۔ تفسیر صافی میں ہی زیر آیت ویوم نبعث من کل امۃ شہیدا و ھو نبیہا وامامہا
القائم مقامہ یشہد لہم وعلیہم بالایمان والکفر فی المجمع والقمی عن الصادق ع لکل
زمان وامۃ امام یبعث کل امۃ مع امامہا۔ تفسیر صافی سورہ نحل زیر آیت مذکور یعنے
خدا نے جو فرمایا ہے کہ اس دن ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ کھڑا کرینگے یہ گواہ اس امت
کا نبی ہوگا۔ اور بعد نبی کے اسکا قائمقام امام۔ جو کہ اس امت کے حق میں یا اسکے برخلاف گواہی
دینگے ایمان کی یا کفر کی اور تفسیر مجمع البیان طبرسی و علی بن ابراہیم قمی بن امام صادق سے مروی
ہے کہ ہر ایک زمانہ کا امام اور ہر ایک امت کا امام ہوتا ہے اور ہر ایک امت اپنے امام کے
ساتھ مبعوث ہوگی۔

اب اس حدیث کے ساتھ وہ حدیث مشہور ملاؤ یعنے من مات ولم یعرف امام

زمانہ مات میتۃ الجاھلیۃ۔ اصول کافی صفحہ ۲۳۸ کتاب الحجۃ باب من مات ولیس لہ امام

۵۔ قولہ تعالیٰ انما انت منذر ولکل قوم ھاد (امام صادق) فرمود ہر امامے ہدایت کنندۂ آں قومے است کہ آں امام درمیان ایشان است۔ حیات القلوب جلد ۳ صفحہ ۴۔ اور تفسیر صافی میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے عن الصادق کل امام ھاد للقرن الذی ھو فیھم ومثلہ فی الاکمال ورواہ القمی والعیاشی وغیر واحد من الخاصۃ والعامۃ فی غیر واحد من الاسانید والقمی ھو رد علیٰ من انکران فی کل عصر وزمان اماماً وانہ لایخلو الارض من حجۃ سورہ رعد

ان روایات میں امام صادق علیہ السلام کی حدیث قابل غور ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کل امام ھاد للقرن الذی ھو فیھم یعنے ہر ایک امام اسی قرن کا ہادی ہے جسمیں وہ ان لوگوں میں ہوتا ہے اب قرن کی تشریح کے لئے دیکھو مجمع البحرین میں لکھا ہے والقرن اھل زمان واحد قال شاعرھم اذا ذھب القرن الذی انت فیھم* وخلقت فی قرن وانت غریب* وقیل ھو مدۃ اغلب اعمار الناس وھو سبعون سنۃ وقیل ثمانون وقیل ثلثون سنۃ وقیل القرن اھل عصر فیہ نبی او فائق فی العلم قل اوکثر زیر لفظ قرن صفحہ ۵۶۶ یعنی قرن کی میعاد انسانوں کی اغلب میعاد عمر کے برابر ہوتی ہے جو کہ ۷۰ برس ہے اور کہا گیا ہے کہ اسّی سال اور تیس سال بھی۔

اب جو لوگ امام غائب کو اسی قرن کا امام اور ہادی قرار دیتے ہیں۔ جنکو غائب ہوئے ہزار برس ہو گیا ہے وہ اس تشریح کو غور سے مطالعہ کریں۔ قرن کی میعاد تو زیادہ سے زیادہ اسّی برس انکی معتبر لغت قرآن وحدیث سے ثابت کی گئی ہے۔

شبہ سوم۔ امامت بارہ اماموں تک محدود ہے۔ ان کے سوا دوسرا کوئی امام کسطرح ہو سکتا ہے۔

جواب۔ خداوند کریم نے اول تو آدم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی خاص قوم یا ملک کے لئے مخصوص نہیں فرمایا۔ بلکہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک زمانہ میں ہر ایک قوم میں ایک نبی یا امام یا نذیر پیدا ہوتا رہا ہے۔ تاکہ خلق پر اتمام حجت ہوتا رہے جیسے

کو فرمایا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر سورہ فاطر پ ۲۲ ع ۱۵ اسکی تفسیر میں لکھا ہے القمی قال لکل زمان امام صافی صفحہ ۴۲۴۔ ابن بابویہ نے کل انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار لکھی ہے اور اسی طرح لکھا ہے کہ ان کے اور خلفاء بھی اسی قدر ہوئے اعتقاد نا فی عدد ھم انھم مائۃ الف و اربعۃ و عشرون الف نبی لکل نبی منھم وصی۔ نیز تفسیر عمدۃ البیان اردو صفحہ ۳۹۷ زیر آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی۔ اور اصول کافی میں ہے کہ جسطرح آدم سے لیکر محمد صلعم تک خلفائے برحق مامور ہوتے رہے اسی طرح بعد رسول کے بھی ہونگے۔ در ذیل تفسیر وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم ... کما استخلف الذین من قبلہم یقول استخلفھم لعلمی و دینی و عبادتی بعد نبیکم کما استخلف وصاۃ آدم من بعدہ حتی یبعث النبی الذی یلیہ۔ اصول کافی باب ذکر الصحیفۃ والجفر

اور پھر موسیٰ کے اثنا عشر نقیبًا سے بارہ امام نکالتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ وہ بارہ نقیب موسیٰ علیہ السلام کی عین حیات مقرر کئے گئے تھے اور ان کے مثیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ بارہ انصار کو بنائے تھے جنھوں نے لیلۃ العقبہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور مدینہ میں اشاعت اسلام کے لئے وہ نقیب مقرر ہوئے تھے۔ دیکھو تفسیر علی بن ابراہیم قمی۔

اور اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے حواری وہ بھی بارہ تھے۔ مگر موسیٰ کے نقبا کی طرح عیسیٰ کی زندگی میں ہی مقرر کئے گئے تھے۔ اب یاد کرو کہ وہ حدیث جسکو ابن بابویہ نے اکمال الدین میں ذکر کیا ہے کہ اس امت میں بھی وہ سب باتیں ہونگی جو پہلی امتوں میں ہو چکا ہے کلما فی الامم السالفۃ یکون فی ھذہ الامۃ مثلہ حذو النعل بالنعل صفحہ ۱۳ یعنی ہرچہ درین امت باشد مثل آنچہ در امم سابقہ واقع شدہ است بہ موافقت یک دیگر نعل بنعل ... (حق الیقین باب رجعت صفحہ ۳۰۳) تو جو لوگ رسول اللہ صلعم کے زمانہ سے لیکر قیامت تک بارہ یا ہزار سال سے لیکر قیامت تک صرف ایک امام غائب کو امام العصر صاحب الزمان قرار دیتے ہیں۔ اور انکو اس قسم کی نظیر سابقہ امم سے نکال کر دکھانی چاہیئے ورنہ انکا یہ عقیدہ ہرگز قابل تسلیم اور بطور قاعدہ کلیہ کے نہیں ٹھہر سکتا۔ اور پھر آنحضرت صلعم نے جو اپنے علمائے امت کو انبیائے بنی اسرائیل کا مثیل قرار دیا ہے جیسے ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے ”روایت شدہ است از حضرت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ علمائے امت من مانند پیغمبران بنی اسرائیل اند“ تفسیر علماء

در بعضے از روایات بائمہ علیہم السلام ... شدہ است" حیات القلوب جلد ۳ صفحہ ۴۳- اس حدیث کے رُو سے بھی یہ تحدید بارہ تک کی اُڑ جاتی ہے- منذر

شبہ چہارم- رسول یا امام تو یا شام سے پیدا ہوتے رہے یا عرب مصر وغیرہ بلاد اسلامیہ سے لیکن ہندوستان تو ہمیشہ شرک کا گھر رہا- اسکے ایسے بھاگ کہاں کہ اسکی خاک سے امام مہدی جیسا بزرگ مبعوث ہو-

جواب- بیشک اکثر پیغمبر و رُسل شام سے پیدا ہوئے یا عرب سے لیکن اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ دوسرے کسی مُلک یا قوم سے کوئی نبی یا رسول یا نذیر نہ پیدا ہُوا ہو- ابھی اوپر کسی جگہ ایک آیت مع تفسیر لکھی گئی ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ کوئی ایسی امت نہیں جسمیں کوئی نذیر یا مامور من اللہ نہ بھیجا گیا ہو- اب خدا تو سب قوموں کے لئے خواہ وہ کسی حصہ ملک میں ہوں یہ فرماکر اتمام حجت کرتا ہے اور کوئی قوم اس سے منکر نہیں ہو سکتی لیکن آپ فرماتے ہیں کہ ہندوستان جیسے ملک وسیع و قدیم میں کوئی رسول نبی یا ولی آیا ہی نہیں کیا یہ ارشاد الٰہی سے معارضہ نہیں ہے ؟

(۳) آنحضرت صلعم نے مجوس کو اہل کتاب اور ایک نبی کی اُمت ٹھہرایا- اور ان سے جزیہ قبول فرمایا بمقابلہ کفار مکہ کے کہ ان سے قبول نہ فرمایا- فی الکافی عن الصادق انہ سئل عن المجوس اکان لہم نبی فقال نعم . . الی . . . فکتب الیہم النبی ان المجوس کان لہم نبی فقتلوہ و کتاب احرقوہ تفسیر صافی زیر آیت حتی یعطوا الجزیۃ وہم صاغرون- سورہ توبہ

(۴) علاوہ ازیں آپکو معلوم ہو کہ ہندوستان وہ خطہ مبارک ہے جسکو اگر سرچشمہ ہدایت و منبع نبوت و خلافت کہا جائے تو کچھ مبالغہ نہیں- کیونکہ لکھا ہے کہ بابا آدم جب بہشت سے نکالے گئے تو وہ سب سے پہلے سرزمین ہند میں ہی تشریف لائے تھے- اور حجر اسود جیسی متبرک چیز بھی پہلے ہند میں اُن کے ساتھ تھی تو پھر ہند سے ہی اسکو مکہ معظمہ لے گئے- دیکھو حیات القلوب جز اول صفحہ ۵۸ باب ۲ فصل ۴ فرود آمدن آدم و حوا بر زمین

(۴) فروع کافی میں ایک حدیث ہے کہ امام جعفر صادق سے پوچھا گیا نجوم کی بابت تو آپ نے فرمایا کوئی نہیں جانتا اسکو مگر ایک خاندان عرب کا جانتا ہے یا ایک خاندان ہند کا- سئل عن النجوم قال مایعلمہا الا اہل بیت من العرب و اہل بیت من الہند- فروع کتاب الروضہ ۱۵۳

کیا عجب ہے کہ اس نجوم سے مراد کسوف خسوف جیسے عدیم المثال نشانات کا علم مراد ہو۔

شبہ پنجم۔ نبوت و امامت تو ذریت ابراہیم کے لئے مخصوص ہے مرزا صاحب کس طرح ذریت ابراہیم ہیں۔

لہ **جواب**۔ ذریت دو قسم کی ہوتی ہے ایک روحانی۔ دوسری جسمانی مرزا صاحب اگر بالفرض جسمانی ذریت سے نہ ہوں تو مضائقہ نہیں روحانی ذریت ہونے کی بنا پر بھی آپ ان مواعید و بشارت کے وارث ہو سکتے ہیں۔ کیا قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے حکایتاً اس حقیقت کا اعتراف مذکور نہیں ہے فمن تبعنی فانہ منی کے کیا معنے ہیں؟

شبہ ششم۔ مانا کہ بعض احادیث سے مرزا صاحب کے دعاوی و تعلیم کی تصدیق ہوتی ہے لیکن بہت سی احادیث و روایات جو ان کے مخالف پڑتی ہیں اسکا کیا علاج؟

جواب۔ شیعہ و سنی علماء نے احادیث کی صحت و سقم کے متعلق بڑے بڑے قواعد تجویز کئے ہیں۔ یہانتک کہ اصول حدیث پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں اور جن سے واقف ہونا محال نہیں۔ تو مشکل ضرور ہے۔

لیکن خدا کے مسیح نے ایک ایسا موٹا اصول صحیح و سقیم میں تمیز کرنیکا ارشاد فرمایا ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی کتاب کی ورق گردانی کی حاجت نہیں رہتی۔ وہ یہ کہ خواہ کسی طبقہ کی حدیث ہو۔ اسکا معارضہ قرآن سے کرو۔ اگر وہاں سے تصدیق و تائید ہو سکے تو بلا چون و چرا مان لو۔ ورنہ چھوڑ دو

اور یہی اصول کتب شیعہ میں بھی موجود ہے کل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فھو زخرف۔ فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف کتاب اللہ فدعوہ۔ اصول کافی کتاب العلم باب اختلاف الحدیث صہ ۳۹

شبہ ہفتم۔ امت محمدیہ امت مرحومہ ہے اور ہمارے نبی رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پس ایسے نبی کا خلیفہ مہدی بھی ایسا ہونا چاہئے تھا جس کا آنا ملک و ملت کے لئے رحمت ہو۔ لیکن مرزا صاحب نے جب سے مہدویت و مسیحیت کے دعوے کئے ہیں دنیا جنگ و جدل میں پُر خون ہے۔

جواب۔ دیکھئے جسقدر انبیاء و رسل کا ذکر قرآن میں ہے انکو بشیر و نذیر کہا گیا ہے یعنی مومنین صادقین کو خوشخبری دینے والے اور منکرین و مخالفین کو ڈرانے والے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ

لہ حضرت مرزا صاحب [illegible]

و آلہ وسلم کی بعثت میں بھی دونوں سے عیاں ہیں۔

اور مہدی موعود بھی جہاں مخلصین کے لئے بشارات و انعام کے لحاظ سے رحمۃ للعٰلمین ہیں منکرین کے لئے انکا وجود عذاب مہین ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس حقیقت کا اشارہ ہو ما کن معذبین حتیٰ نبعث رسولًا اور روایات شیعہ میں تو صاف طور پر لکھا ہے کہ ان تبارک و تعالیٰ بعث محمدًا رحمۃ و بعث القائم نقمۃ یعنے محمد رحمت تھا اور مہدی عذاب ہے دیکھو تفسیر صافی زیر آیت وما ارسلناک الا رحمۃً للعٰلمین ص۳۳

شبہ ہشتم - ممکن ہو امام غائب چند سال بعد ظاہر ہو جائیں۔ اور ان کے بعد مسیح بھی آسمان سے اتر آئیں۔

جواب - بسا ممکن ہو کہ غائب ظاہر بھی نہ ہوں۔ اور اسی طرح مسیح آسمان سے اترے ہی نہ اور امکان تو ان امور میں ہوتا ہے جو قرآن و حدیث میں مذکور نہ ہوں۔ میںنے تو صریح احادیث و روایات بلکہ آیات سے ان مطالب کو واضح کر چکا ہوں۔ ابتک اگر آپ کے دل میں اطمینان نہیں ہوا۔ تو انشاء اللہ بعد کو ہو جائیگا۔ آپ دوبارہ غور کریں۔

لیجئے یہاں پر ایک دو اور دلائل عرض کرتا ہوں۔

(۱) امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم مانند نجوم سماوی کے ہیں۔ جہاں ایک ستارہ غائب ہوا۔ دوسرے نے طلوع کر دیا۔ "الا ان مثل آل محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کمثل النجوم کلما ھوی نجم طلع نجم۔ مجالس المومنین مجلس اول صفحہ ۹۔ اور اسی طرح کافی میں ہے۔ انما نحن کنجوم کلما غاب نجم طلع نجم۔ اصول کافی باب فی الغیبۃ صفحہ ۲۱۰ فرمایئے اس اصول پر امام غائب کی اسقدر طویل غیبت کہاں مثل نجوم سماوی کے ثابت ہو سکتی ہے بلکہ انکی غیبت مقتضی ہے اس امر کی کہ کوئی اور امام مطلع امامت سے طلوع کرے۔

(۲) امام موسیٰ رضا سے روائیت ہے کہ لازمی ہی ہمارے صاحب الامر کے لئے غیبت لیکن کہاں تک ؟ فرمایا ہے) ان تعیشوا فسوف تدرکونہ۔ اصول کافی صہ۲۰۹ یعنے اگر تم جیتے رہو تو ضرور اسکو پالوگے۔ کیا اس ارشاد سے یہ مترشح نہیں ہوتا کہ عنقریب امام ظہور کرینگے۔ جس غائب کا ظہور

ہزا لعہد ہزار برس

تک ملتوی ہو۔ اسکے بارہ میں یہ ارشاد کہ عنقریب تم انکو پالو گے کیا عام بول چال انسانی کے مطابق ہے؟

(۳) بعض احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ مہدی کا زمانہ امت محمدیہ کا ابتدایا اوسط ہے اور آخر زمانہ مخصوص ہے مسیح کے واسطے چونکہ اکثر علامات قرب قیامت کا ظہور ہو چکا ہے لہذا اسوقت مہدی کا انتظار لا حاصل ہے ہاں اس مہدی کا انتظار ضروری ہے جو مدعی مسیحیت بھی ہے دیکھو ذیل ہیں

(۱) علی بن الحسین (امام زین العابدین) قال قال رسول اللہ کیف تہلک امۃ انا و علی واحد عشر من ولدی اولو الالباب اولہا والمسیح بن مریم اٰخرہا ولکن یہلک بین ذلک من لست منہم ولیسوا منی - دیکھو اکمال الدین صفحہ ۱۶۴

(۲) کیف تہلک امۃ انا اوّلہا واثنی عشر من بعدی من السعداء واولی الالباب والمسیح بن مریم اٰخرہا ولکن بین ذلک نطح الہرج لیسوا منی ولست منہم اکمال الدین صفحہ ۱۵۷

ان سے ثابت ہو گیا کہ مسیح کے بعد مہدی کا زمانہ نہیں بلکہ اس سے پہلے کا ہے چنانچہ خاندان نبوت و قریش کے جسقدر مدعیان مہدویت تھے سب اوائل قرون اسلام میں ہو چکے ہیں - اب دور دورہ مسیح محمدی کا ہے

(۳) پھر ممکنات پر اگر قیاس کیا جائے تو میں کہتا ہوں ممکن ہے پھر امام غائب کی جگہ خدا نے حضرت مرزا صاحب کو ہی مہدی موعود بنا دیا ہو لیکن یاد رہے یہ میرا ممکن محض خیالی ممکن نہیں ہے بلکہ ایک بڑے عقیدہ تشیع کی بنا پر ہے یعنے عقیدہ بدا پر جسطرح پر خدا نے پہلے امام صادق علیہ السلام کے بیٹے اسمعیل کو امام بنایا تھا - لیکن پھر بدا ہو گیا اور امام موسیٰ کاظم کو امام بنا دیا وفی حدیث الصادق ما بدا اللہ فی شیئ کما بدا اللہ فی اسمعیل ابنی - دیکھو مجمع البحرین زیر لفظ بدا صہ شیعہ اسمعیلیہ اسی اسمعیل کے پیرو ہیں -

شبہ نہم - کیا مرزا صاحب بسچ مچ مسیح ابن مریم سے افضل ہیں؟ چنانچہ انکا شعر ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ٭ اس سے بہتر غلام احمد ہے

جواب جو لوگ مرزا صاحب کے دعاوی کو مان چکے ہیں - انکی نظر میں تو آپ کے اس قسم کے تحدیثات بطور اظہار نعمت الہیہ کے ہیں و اما بنعمۃ ربک فحدث البتہ جو مخالف ہیں - ان کو

یہ باتیں ضرور شکتی ہیں خیر ذیل میں چند ایسے حوالے لکھے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہو گا کہ شیعہ نے اپنے آئمہ کی شان میں کیا کیا کچھ کہا ہے

(۱) علمائے امامیہ ائمہ اثنا عشر را از پیغمبران اولو العزم فاضلتر دانند۔ ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم صفحہ ۸۴

(۲) الائمۃ بمنزلۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ اصول کافی صفحہ ۱۶۵ باب ان الائمۃ یشبھون ممن مضی

(۳) از امام محمد باقرؑ کہ چوں قائم آل محمد بیروں آید اورا یاری کند بملائکہ و اول کسے کہ باو بیعت کند محمد باشد و بعد ازاں علی۔ حق الیقین مجلسی در بیان رجعت ص۱۳۹

شبہ دہم ۔ مانا کہ مرزا صاحب اپنے زمانہ کے امام تھے لیکن اب تو وہ بھی فوت ہو چکے ہیں اب احمدیوں کا امام بھی کوئی نہ رہا پس معاملہ مساوی ہو گیا۔

جواب ۔ ہرگز نہیں معاملہ تو جب مساوی ہوتا کہ جس طرح ہم حضرت مرزا صاحب کو حسب مفادات آیات قرآنی وما جعلنا البشر من قبلک الخلد الخ و انک میت و انہم میتون فوت شدہ مانتے ہیں۔ آپ لوگ بھی اسی طرح امام غائب کو زندہ اور قائم ماننے کی بجائے فوت شدہ مان لیں۔ اگر ایسا ہے تو بسم اللہ چشم ما روشن دل ما شاد۔

پھر بعد وفات حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے ہم لوگ خدا کے فضل سے بے امام نہیں ہیں جیسے کہ آپکا خیال ہے بلکہ بعد آپ کے پہلے خلیفہ حضرت مولنا اسم بامسمی نور الدین نور اللہ مرقدہ ہوئے پھر بعد اُن کے حضرت مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادہ فضل عمر محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کو امام اور وصی مانتے ہیں۔ بمصداق "امام نہ میباشد مگر آنکہ اورا فرزندمی باشد امام" نجم ثاقب ص۱۶۰ لیکن امام غائب کی نسبت احادیث شیعہ میں وارد ہے کہ انکا کوئی فرزند دلبند بوقت ظہور زندہ یا وصی وامام نہ ہو گا۔ "اورا فرزند نہ خواہد بود" نجم ثاقب۔ بلکہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے امام حسین علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئینگے اور مہدی کا جنازہ پڑھینگے۔ "زیرا کہ امور وصی را غیر وصی مرکب میشود"۔ حق الیقین صفحہ ۱۴۱ و نجم ثاقب صفحہ ۱۶۶ ۔ لیکن امام حسین علیہ السلام جنت میں ہیں۔ اور اہل جنت کا جنت سے نکالا جانا از روئے قرآن مجید محال ہے۔

شبہ یازدہم ۔ مرزا صاحب نے شیعوں سے کوئی ہمدردی نہیں کی نہ انکی جماعت کرتی ہی اگر امام غائب ظہور فرماتے تو تمام ملکوں میں شیعوں کی سلطنت ہوتی اور مال و دولت کی کثرت سے وہ خورسند ہوتے۔

جواب ۔ حضرت مرزا صاحب کو شیعوں سے ہمدردی تو ہے اور جو آپ چاہتے ہیں وہ جب ہو کہ وہ اپنے قول و فعل کے رو سے سچے شیعہ ہوں خود ائمہ اہلبیت نے بصراحت فرمایا ہے کہ اصلی شیعہ کوئی نہیں، دیکھو روایات ذیل :-

(۱) امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مومن سرخ گندھک سے بھی زیادہ نایاب ہے۔ دیکھو عین الحیات مجلسی اردو صہ ۳۶۲

(۲) امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جھوٹ کہتے ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ علی علیہ السلام ہیں شیعہ علی کوئی نہیں تھا۔ مگر حسنینؑ و سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و عمارؓ و محمد بن ابی بکر۔ اصل عبارت

دعویٰ دروغ میکنید کہ مائیم شیعہ امیر المومنین علیہ السلام و شیعہ آنحضرت نبود مگر حسن و حسین و سلمان و ابوذر و مقداد و عمار و محمد بن ابی بکر کہ مخالفت نہ کردند چیزے از اں ہا را کہ حضرت ایشاں را بآنہا مامور ساختہ بود" حیات القلوب فارسی جلد ۲ صفحہ ۵۹۳

(۳) پھر امام صادق علیہ السلام سے ایک حدیث ہی کہ جسقدر آیات قرآن میں منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں وہ سب کی سب ان لوگوں کے حق میں ناطق ہیں جو جھوٹے شیعہ ہونیکا ادعا کرتے ہیں ما انزل اللہ سبحانہ آیۃ فی المنٰفقین الا وھی فیمن ینتحل التشیع ۔ رجال کشی ترجمہ مقلاص بن ابی الخطاب صہ ۱۹۳

پھر خاص امام غائب کی نسبت لکھا ہی کہ وہ جب خروج کرینگے تو سب سے پہلے جھوٹے شیعوں کو قتل کریں گے لو قام قائمنا بدا بکذابی الشیعۃ فقتلہم رجال کشی صفحہ ۱۹۳

پھر خصوصًا ایسے شیعہ لوگ جو دولت ائمہ اہلبیت کے منتظر اور مال و دولت کی کثرت کے خواب دیکھا کرتے ہیں ائمہ کرام نے بھی انکو جہنمی فرمایا ہے۔

شنیدم از ابی عبداللہ (امام صادق) علیہ السلام کہ میفرمود مردم متفرق شدند درباره ما بہ سہ فرقہ فرقہ دوست داشتند ما را با نتظار قائم ما کہ برسند بدنیائے ما یعنی غرض شان از محبت ما تعیش و خوش

گذرانی است در سلطنت ما پس گفتند یعنی اظہار تشیع و محبت کردند و دشمنان ما را حفظ کردند و کوتاہی کردند در نصرت ما پس متابعت نکردند ما را در کردار۔ پس بزودی برانگیزاند ایشان را خداوند بسوئے دوزخ الی آخرہ۔ کتاب لؤلؤ و مرجان فارسی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۵

جو اصلی شیعہ ہیں حضرت مرزا صاحب انکو بہت چاہتے تھے اب پوچھو گے کہ اصلی شیعہ کون ہوتے ہیں سنئے امام باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے جو خدا کا فرمانبردار اور مطیع ہو وہ ہمارا بھی دوست ہے۔" عین الحیات اردو صفحہ ۳۶۶۔ تم اصلی شیعہ بنو پھر دیکھو ہم سب احمدی کسقدر آپسے ہمدردی کرنے لگجائینگے پھر آپکو معلوم نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک دولت کے خزانے بلا دریغ اور بلا امتیاز ہر فرقہ و ملت کے سامنے کھولدئے خوش نصیب بہرہ اندوز ہوئے اور بد نصیب لوگوں نے انکار کردیا بعض متامل و متردد رہ گئے لیکن نہ یہ دام و درم و اشرفی و روپیہ کی دولت جس سے خاصانِ خدا نے پیار کرنا ہمیشہ حرام سمجھا۔ اور جس نے اپنے دامن کو کبھی آلودہ و ملوث نہیں کیا۔ بلکہ وہ حکمت و معرفت و ایمان کی دولت جس کی تعریف خدا نے بھی فرمائی ہے ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً۔ جس کے ہوتے ہوئے دنیا کی دولت بعینہٖ گوشت مردار معلوم ہوتی ہے۔ پس اے شیعیان اثنا عشریہ آؤ۔ اور اس دولت عظمیٰ سے تم بھی فائدہ اٹھاؤ۔

فی الحال اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں اگر ضرورت ہوئی تو انشاءاللہ پھر کبھی لکھونگا۔ والسلام علیٰ حق الجدید وعلیٰ من اتبع الہدیٰ

خادم الخدام مسیح موعود و مہدی مسعود

ہیچمدان **خادم حسین** عفی عنہ سابق شیعی حال احمدی بھیروی

اطلاع - اس رسالہ کی پانچسو مزید جلدیں حسب ارشاد حضرت خلیفہ ثانی ترقی اسلام قادیان نے چھپوائی ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ یہ رسالہ محصولڈاک بھیجکر مفت منگوالیں۔ اور نہایت احتیاط سے اپنے گردو نواح قرب و جوار کے شیعہ حضرات میں مفت تقسیم کریں۔ شیعہ حضرات خود بھی درخواست کرکے اسے مفت لے سکتے ہیں والسلام

مینیجر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

پرانا سوزاک

سوزاک پرانا ہو جانے سے پیشاب میں
جلن نہیں ہوتی - لیکن کبھی کبھی چنک پیدا ہو جاتی
ہے پیشاب رک رک کر ہوتا ہے - اور مواد تھوڑا تھوڑا آتا رہتا ہے
ایسی حالت میں پرانے سوزاک کی دوا استعمال کرنی چاہیئے - اگر علاج نہ
کیا جاوے تو زندگی وبال ہو جاتی ہے قیمت فی شیشی ۲ محصولڈاک پانچ آنہ (۵)

اس گرمی کے موسم میں یہ چار دوائیاں آپ کے دکھ درد کے سچے دوست ہیں

زخم کا مرہم [illegible] ہر طرح کے زخموں میں یہ فائدہ کرتا ہے [illegible]
[illegible]
قیمت [illegible] محصول [illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن کا بنایا ہوا این بیر - یہ اندرونی

اور بیرونی ہر قسم کے درد کو دور کرنیکے لیے ایک لاجواب دوا
ہے موچ چوٹ گٹھیا کے سبب جوڑوں یا گانٹھوں میں درد ہو
ریاح یا سردی کی وجہ سے کمر کولہا پنجر گردن
وغیرہ میں درد ہو تو اسکے مالش سے فوراً ہی
دور ہو جاتا ہے مسوڑھے کے درد
کو بھی یہ فائدہ کرتا ہے
قیمت فی شیشی
محصول

دوائیاں ایس کے برمن کی ہندوستان بھر میں امیر و غریب سبھی گھروں میں استعمال کیجاتی ہیں

[illegible]
قیمت ۱۲ [illegible]
محصول ڈاک وغیرہ ۱۰

ڈاکٹر ایس کے برمن لمیٹڈ نمبر ۵-۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

[illegible] الفضل [illegible] مفصل [illegible] بیان قیمت [illegible]